Spot CMYK#Waheed

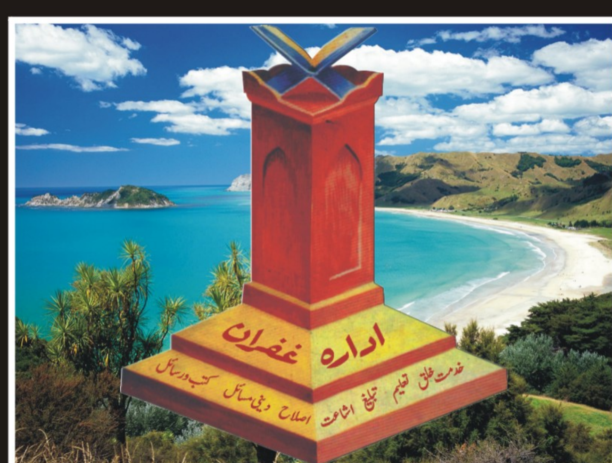

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس مفتی محمد امجد حکیم محمد فیضان غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے
سالانہ............300 روپے

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

◯ اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....قربانی کے عمل میں ایذارسانی........مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط۸۵)... کفر کی حالت میں مرنے والے لعنت کے مستحق ہیں....// // ۵

درسِ حدیث ....نو ذُوالحجہ اور اِس دن کے روزہ کے فضائل واحکام......// // ۱۰

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط۲۳)........مفتی محمد امجد حسین ۲۱

سفر کندیاں وکالاباغ (قسط۱)........// // ۲۷

تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط۱).......مفتی منظور احمد ۳۰

تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (چند شبہات کا ازالہ) (قسط۱۱)......مفتی محمد رضوان ۳۵

ماہِ شوال: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.......مولانا طارق محمود ۴۱

والدین کے ساتھ صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کا وبال (قسط۲).......مفتی محمد رضوان ۴۴

علم کے مینار.........امام شافعی رحمہ اللہ کا سفرنامہ (قسط۲)......مفتی محمد امجد حسین ۴۷

تذکرۂ اولیاء:......... طبع عقل اور شرع (تذکرہ مولانا رومی کا: قسط۱۵)....// // ۴۹

پیارے بچو!........ پھٹا ہوا کمبل.........مفتی محمد رضوان ۵۵

بزمِ خواتین ....ماہواری کے بعض احکام (قسط۱)........مفتی محمد یونس ۵۷

آپ کے دینی مسائل کا حل.... قربانی کے جانور کی عمر اور دودانتوں کی شرعی حیثیت.. ۶۲

کیا آپ جانتے ہیں؟........ اچھے اور بُرے خواب (قسط۴)......مفتی محمد رضوان ۷۰

عبرت کدہ .... حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۱۶).......ابوجویریہ ۷۴

طب وصحت........ گھروں کی نظافت وصفائی........مفتی محمد رضوان ۷۷

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز........مولانا محمد امجد حسین ۸۱

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں.......حافظ غلام بلال ۸۲

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر۸ (۱۴۳۲ھ) کی اجمالی فہرست........ابوبریرہ ۸۴

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

قربانی کے عمل میں ایذا رسانی

عیدالاضحیٰ کی آمد آمد ہے، اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر بحمد اللہ تعالیٰ بے شمار مسلمان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جانوروں کی قربانی کر کے نذرانہ پیش کرتے ہیں، جو انتہائی مبارک عمل ہے، مگر بہت سے لوگ اس واجب عمل کے نتیجے میں کئی گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں، جن میں سے کئی گناہ کبیرہ گناہوں کی فہرست میں داخل ہیں۔

اس وقت ان تمام گناہوں کا احاطہ تو مشکل ہے، البتہ ایک گناہ جو مختلف شکلوں میں رونما ہوتا ہے، اس پر کچھ عرض کرنا ہے، وہ گناہ ایذا رسانی کا گناہ ہے، جس کا تعلق قربانی کے جانوروں کے ساتھ بھی ہے اور انسانوں کے ساتھ بھی، چنانچہ قربانی کے جانوروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے اور جانوروں کی بودوباش میں تکلیف دہ مناظر سامنے آتے ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ جانوروں کو منتقل کرنے کے لیے بے دردی سے گاڑیوں میں چڑھایا اور اتارا جاتا ہے، اور انتہائی تنگ جگہ میں بمشکل کئی کئی جانوروں کو کھڑا کر کے لمبا اور دور دراز کا سفر کیا جاتا ہے، اس عمل کے دوران بعض جانور زخمی ہوجاتے ہیں، کسی کی ٹانگ ٹوٹ جاتی ہے اور وہ قربانی کے قابل ہی نہیں رہتا، بعض جانور دم گھٹنے سے فوت بھی ہوجاتے ہیں۔

اور اگر زخمی یا چوٹل نہ ہوں تو بہت زیادہ دکھن اور تھکن اور درد کی وجہ سے تکلیف اٹھاتے ہیں، مگر وہ اپنی زبانوں سے اپنے جسمانی دکھ درد کا اظہار نہیں کرسکتے، بعض جانوروں کو سردی اور بادوباراں کے موسم میں کھلے آسمان تلے رکھا جاتا ہے، جس کی وجہ سے جانوروں کو سخت سردی لگتی ہے، اور ٹھنڈ لگنے سے بخار یا دوسری بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں، جب کہ ان کے کھانے پینے کے سلسلہ میں بھی بہت کوتاہی سے کام لیا جاتا ہے، پھر ذبح کرنے کے وقت بھی جانور کے ساتھ ظالمانہ اور بے رحمانہ سلوک کیا جاتا ہے۔

حالانکہ شریعت نے جانوروں کے حقوق کے تحفظ کے سلسلہ میں سخت ہدایات واحکامات جاری کیے ہیں، اور خصوصیت کے ساتھ قربانی کے جانوروں کو اسلامی شعائر میں شمار کر کے ان کی تعظیم وتکریم کا حکم فرمایا ہے، کئی اہلِ علم حضرات نے ان تفصیلات کو جمع کردیا ہے۔ [1]

---

[1] ہماری کتاب ''ذی الحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام'' اور ''جانوروں کے حقوق وآداب'' میں بھی ان کی تفصیلات جمع ہیں۔

Idara Ghufran

جانوروں کے ساتھ تکلیف دہ برتاؤ کے علاوہ قربانی کرنے والے بعض ایسی حرکات کے مرتکب بھی ہوتے ہیں جو دوسرے انسانوں کے لیے بھی تکلیف کا باعث ہوتی ہیں۔

چنانچہ بہت سے لوگ بغیر کسی عذر کے عین راستوں اور گزرگاہوں پر جانوروں کو ذبح کرتے اور کھال وغیرہ اتارنے کا عمل انجام دیتے ہیں۔

اوپر سے بہت سے لوگ قربانی کرنے کے بعد صفائی کا بھی اہتمام نہیں کرتے، اور گزرگاہوں پر خون جمع ہوجاتا ہے، گزرنے اور آمدورفت کرنے والوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، اور محلّہ پڑوس کے لوگ بھی تکلیف اٹھاتے ہیں۔

اس کے علاوہ بہت سے لوگ ذبح کے بعد جانوروں کی آلائش اور فضلات نالیوں اور گزرگاہوں پر اسی طرح ڈال دیتے ہیں، جو اسی طرح پڑا سڑا رہتا ہے، اور اس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں، اور مختلف بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

اس قسم کے طرزِ عمل سے بچنے کی ضرورت ہے۔

یہ ضرور ہے کہ آج کل تنگ آبادیوں میں عوام الناس کو بھی کئی قسم کی مشکلات درپیش ہیں، لیکن اپنی طرف سے ممکنہ حد تک قربانی کے جانوروں کی اور قربانی کے نتیجہ میں دوسرے لوگوں کی ایذارسانی سے بچنے کی ضرورت ہے۔

....

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن

صفائی وپاکیزگی کی فضیلت واہمیت

اسلام میں نظافت ونفاست اور پاکیزگی کی فضیلت واہمیت

اسلامی نظافت ونفاست کی جامعیت

صفائی وپاکیزگی اور حسن وجمال کی حدود وقیود

صفائی اور پاکیزگی کی مسنون ومستحب صورتیں

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی

(سورہ بقرہ قسط۸۵، آیت۱۶۱،۱۶۲) مفتی محمد رضوان

کفر کی حالت میں مرنے والے لعنت کے مستحق ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ(۱۶۱) خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ(۱۶۲)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور مر گئے اس حال میں کہ وہ کافر تھے، یہ لوگ ہیں کہ جن پر اللہ کی اور فرشتوں اور لوگوں کی، سب کی لعنت ہے(۱۶۱) جس میں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا، نہ ان سے ان کے عذاب میں کوئی تخفیف ہوگی، اور نہ ہی ان کو (وہاں) کوئی مہلت دی جائے گی(۱۶۲)

تفسیر وتشریح

گزشتہ آیات میں کفر اور حق بات کو چھپانے کے عمل سے توبہ کرنے اور اصلاح کر لینے والوں پر اللہ تعالیٰ کی توجہ اور رحم ومہربانی کا ذکر تھا۔ لیکن جو لوگ توبہ نہ کریں، اور کفر کی حالت میں ہی فوت ہو جائیں، ان کا مندرجہ بالا آیات میں ذکر کیا گیا ہے کہ جو لوگ اسلام کی حقانیت کو قبول نہ کریں اور کفر کی حالت میں ہی فوت ہو جائیں، وہ اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور انسانوں کی لعنت کے مستحق ہوتے ہیں، اور وہ اس لعنت کے ہمیشہ مستحق رہتے ہیں، اس کے نتیجہ میں جو عذاب ہوگا، اس میں کبھی تخفیف اور کمی نہیں کی جائے گی، اور نہ کسی خاص وقت تک ان کو مہلت دی جائے گی۔

لعنت اور اس کے احکام

لعنت کے لغت میں معنیٰ ’’دُور کرنے اور دھتکارنے‘‘ کے ہیں، اور شریعت کی زبان میں لعنت کے معنیٰ ’’اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے اور عذاب کے مستحق ہونے کے آتے ہیں‘‘

(کذافی: شرح النووی علی مسلم، ج۲ ص۶۷، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات الخ، عمدۃ القاری، ج۱ ص۲۰۳، باب المعاصی من أمر الجاھلیۃ ولا یکفر صاحبھا بارتکابھا إلا بالشرک)

گزشتہ آیت میں لعنت کا مستحق اُن لوگوں کو قرار دیا گیا ہے، جو کفر کی حالت میں فوت ہو جائیں، جس سے استدلال کرتے ہوئے بہت سے اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ کسی متعین شخص پر اس وقت تک لعنت کرنا جائز نہیں، جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی موت یقینی کفر پر ہوئی ہے، کیونکہ لعنت کا اصل مستحق کافر ہی

ہے، اور جب تک کسی کا کفر پر مرنا یقینی نہ ہو، اس کا احتمال موجود ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو، اسی طرح کسی گناہ گار کا نام لے کر اس پر لعنت کرنا جائز نہیں، البتہ گناہ کی صفت کی قید لگا کر کسی متعین شخص کا نام لئے بغیر لعنت کرنا جائز ہے، جیسے جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ جبکہ بعض حضرات نے کافر شخص کا نام لے کر اس پر لعنت کرنے کو جائز قرار دیا ہے (کذافی تفسیر ابنِ کثیر، ج ا ص ۳۴۳، ۳۴۴، تحت سورۃ البقرۃ)

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۶۳۸۵ ،واللفظ لہٗ، بخاری، رقم الحدیث ۶۰۴۷)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن پر لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کی طرح ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح مومن کو قتل کرنا حرام ہے، اسی طرح اس پر لعنت کرنا بھی حرام ہے، یا جس طرح کا عذاب مومن کو قتل کرنے پر ہے، اسی طرح کا عذاب مومن پر لعنت کرنے پر بھی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مومن پر لعنت کرنا جائز نہیں، اگرچہ وہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہو۔

(کذافی: مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح،باب الأیمان والنذور،ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، ج ۹ ص ۳۸، کتاب الادب،باب ما ینھی من السباب واللعن)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ(سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث ۴۹۰۸)

ترجمہ: جس نے کسی ایسی چیز پر لعنت کی، جو لعنت کی اہل نہیں تھی، تو لعنت اسی کی طرف لوٹ کر آ جاتی ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا، ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا، ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَشِمَالًا، فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِي لُعِنَ، فَإِنْ كَانَ لِذٰلِكَ أَهْلًا وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا(سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث ۴۹۰۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب کسی چیز پر لعنت کرتا ہے، تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، پھر اس کے سامنے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے، پھر اس کے سامنے زمین کے دروازے بھی بند کر دیئے جاتے

ہیں، پھر وہ لعنت دائیں اور بائیں چلتی ہے، پھر جب اس کو کوئی جگہ نہیں ملتی، تو وہ اس کی طرف لوٹ کر جاتی ہے، جس پر لعنت کی گئی ہے، اگر وہ اس کا اہل ہے، ورنہ وہ لعنت کرنے والے کی طرف واپس لوٹ کر آ جاتی ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ " :إِنَّ اللَّعْنَةَ إِذَا وُجِّهَتْ إِلَى مَنْ وُجِّهَتْ إِلَيْهِ، فَإِنْ أَصَابَتْ عَلَيْهِ سَبِيلًا، أَوْ وَجَدَتْ فِيهِ مَسْلَكًا، وَإِلَّا قَالَتْ: يَا رَبِّ، وُجِّهْتُ إِلَى فُلَانٍ، فَلَمْ أَجِدْ عَلَيْهِ سَبِيلًا، وَلَمْ أَجِدْ فِيهِ مَسْلَكًا، فَيُقَالُ لَهَا :ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ(مسند احمد، رقم الحديث ۳۸۷۶،باسناد جيد)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ لعنت جب بھیجی جاتی ہے، جس کی طرف بھی بھیجی جاتی ہے، تو اگر اس کا راستہ درست ہوتا ہے، یا وہ راستہ پاتی ہے، تو فبہا، ورنہ وہ لعنت یہ کہتی ہے کہ اے میرے رب! مجھے فلاں کی طرف بھیجا گیا ہے، اور میں اس کی طرف راستہ اور چلنے کی جگہ نہیں پاتی (یعنی وہ اس لعنت کا مستحق نہیں ہے) تو اس کو کہا جاتا ہے کہ تو اسی کی طرف لوٹ جا، جہاں سے آئی ہے (یعنی جس نے لعنت کی ہے) (ترجمہ ختم)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ، وَلَا بِغَضَبِهِ، وَلَا بِالنَّارِ(سنن ترمذی، رقم الحديث ۱۹۷۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کی لعنت اور اللہ کے غضب اور جہنم کی لعنت نہ کرو (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ کسی متعین مسلمان پر اللہ کی لعنت کرنا یا اللہ کا غضب بھیجنا یا اس کو جہنم کے عذاب کا مستحق قرار دینا مثلاً جہنمی وغیرہ کہنا جائز نہیں۔

(كذافی مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۳۰۴۵، كتاب الادب،باب حفظ اللسان والغيبة والشتم،فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۹۸۶۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيءِ(سنن ترمذی، رقم الحديث ۱۹۷۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن لعنت کرنے والا اور بے حیا اور بے غیرت نہیں ہوتا (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا(مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۴۵،واللفظ لهٗ،ورقم الحديث ۱۴۶)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو (ترجمہ ختم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا يَجْتَمِعُ أَنْ تَكُونُوا لَعَّانِينَ صِدِّيقِينَ(مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۴۷، ورقم الحديث ۱۴۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہوتیں کہ آپ لعنت کرنے والے ہوں، اور صدیق (مقرب بارگاہِ خداوندی) ہوں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :لَا يَنْبَغِي لِصِدِّيقٍ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا(مسلم، رقم الحديث ۲۵۹۷ "۸۴")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدیق (مقرب بارگاہ، راست باز مسلمان) کے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو (ترجمہ ختم)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ(مسلم، رقم الحديث ۲۵۹۸ "۸۴")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لعنت کرنے والے شفاعت کرنے والے اور شہید نہیں ہونگے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ دوسرے لوگوں پر انبیاء کی حمایت میں خدائی یا سلطانی گواہ بننے کے اعزاز سے، اور سفارش کرنے کے اعزاز سے محروم ہونگے۔

(كذافي:شرح النووی علی مسلم، ج۱۶ ص۱۴۸، ۱۴۹،باب النهی عن لعن الدواب وغيرها)

حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسولُ اللہ ﷺ نے خواتین کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

”یَامَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ وَاَکْثِرْنَ الْاِسْتِغْفَارَ فَاِنِّیْ رَاَیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقَالَتْ اِمْرَاَۃٌ مِّنْھُنَّ جَزْلَۃٌ وَمَالَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَکْثَرُ اَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ (مسلم؛ حدیث نمبر ۲۵۰، کتاب الایمان)

ترجمہ: اے خواتین کے گروہ! تم صدقہ دیا کرو، اور کثرت سے استغفار اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کیا کرو، کیونکہ میں نے تمہیں کثرت سے جہنم میں دیکھا ہے، ایک سمجھدار عورت نے (اس پر حضور ﷺ سے) سوال کیا کہ ہم کثرت سے جہنم میں کیوں جائیں گی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (اس کی وجہ یہ ہے کہ) ایک تو تم لعن طعن کثرت سے کرتی ہو (بددعائیں دیتی ہو، ایک دوسرے پر لعنت بھیجتی ہو) اور دوسرے تم اپنے ساتھ رہنے والے (یعنی شوہر وغیرہ) کی ناشکری کرتی ہو (شوہر کی نعمت کا انکار کرتی ہو اور اس کے احسانات کو بھول جاتی ہو) (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ کثرت سے لعنت کرنا جہنم میں جانے کا سبب ہے، اور اس عادت میں کثرت سے مبتلا ہونے کی وجہ سے خواتین کثرت سے جہنم میں جائیں گے، العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اس قسم کی احادیث کے پیشِ نظر محدثین وفقہائے کرام نے کسی مسلمان پر لعنت کرنے کو جائز قرار نہیں دیا، اگرچہ وہ مسلمان فاسق وفاجر کیوں نہ ہو، اور علمائے کرام کی بڑی جماعت نے یزید پر بھی اسی وجہ سے لعنت کرنے سے منع کیا ہے، البتہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان پر قرآن وسنت میں لعنت کی گئی ہے، مثلاً جھوٹوں پر اور سود خوروں پر، تو کسی شخص کا نام لئے بغیر ان افعال اور گناہوں کے کرنے والے پر لعنت کرنا جائز ہے۔

جہاں تک کافروں پر لعنت کا تعلق ہے، تو کسی خاص فرد کا نام لئے بغیر تو کافروں پر بھی لعنت کرنا جائز ہے، مثلاً مشرکین پر، یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، لیکن کسی خاص کافر کا نام لے کر اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اہلِ علم حضرات کا اختلاف ہے، اور راجح یہ ہے کہ جس کافر کا کفر پر مرنا یقینی نہ ہو، اس پر لعنت نہ کی جائے، اور جس کا کفر پر مرنا یقینی ہو، مثلاً ابلیس، ابولہب، ابوجہل وغیرہ، تو ان کا نام لے کر لعنت کرنا جائز ہے۔

(کذافی: عمدۃ القاری، ج ا ص ۲۰۳، باب المعاصی من أمر الجاهلیة ولا یکفر صاحبها بارتکابها إلا بالشرک، شرح النووی علی مسلم، ج ۲ ص ۶۷، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات الخ، و، ج ۲ ص ۱۲۵، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم قتل الإنسان نفسه، مرقاۃ المفاتیح، ج ۳ ص ۱۲۰۱، کتاب الجنائز، باب المشی بالجنازۃ والصلاۃ علیها)

درسِ حدیث　　مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

نو ذُوالحجہ اور اِس دن کے روزہ کے فضائل واحکام

نو ذُوالحجہ کا دن مبارک دن ہے، نو ذی الحجہ کے دن حج کا سب سے بڑا رُکن ''وقوفِ عرفہ'' ادا ہوتا ہے؛ اور اس دن بے شمار لوگوں کی بخشش اور مغفرت کی جاتی ہے، اسلام کے تکمیلی رُکن، حج کا سب سے عظیم رُکن اس دن میں ادا ہونا اس دن کی فضیلت کی بڑی دلیل ہے۔

لیکن عرفات کے میدان میں پہنچ کر تو فضیلت حجاجِ کرام ہی حاصل کر سکتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے اس دن کی برکات سے غیر حاجیوں کو بھی محروم نہیں فرمایا؛ اور اس دن روزے کی عظیمُ الشان فضیلت مقرر کر کے سب کو اس دن کی فضیلت سے اپنی شان کے مطابق مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمادیا۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ. وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ. وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ (سورہ بروج، آیت نمبر ۱تا۳)

ترجمہ: قسم ہے آسمان کی جس میں بُرج ہیں اور اُس دن کی جس کا وعدہ ہے، اور اُس دن کی جو حاضر ہوتا ہے اور اُس کی کہ جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں (ترجمہ ختم)

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہد سے جمعہ کا دن مراد ہے اور مشہود سے عرفہ کا دن مراد ہے اور یومِ موعود سے قیامت کا دن مراد ہے۔ جمہور مفسرین نے اسی تفسیر کو اختیار فرمایا ہے، اگرچہ اس سلسلہ میں بعض دوسری تفسیریں بھی منقول ہیں۔

بہر حال اس آیت کی راجح اور مشہور تفسیر کے مطابق ''یومِ موعود'' (یعنی جس دن کا وعدہ ہے) سے مراد قیامت کا دن اور ''شاہد'' (یعنی وہ دن جو حاضر ہوتا ہے) سے مراد جمعہ کا دن ہے اور ''مشہود'' (یعنی جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں) سے مراد عرفہ کا دن ہے۔ [۱]

---

[۱] عرفہ کے دن کیونکہ حجاجِ کرام اپنے اپنے مقامات سے سفر کر کے عرفات میں جمع ہوتے ہیں، اس اعتبار سے وہ دن مشہود و مقصود ہے، اور جمعہ کا دن ہر جگہ والوں پر خود آتا ہے، اس اعتبار سے وہ شاہد ہے، شاہد کے معنیٰ ہیں حاضر ہونے والا اور مشہود جو حاضر کیا جائے (کذا فی بیان القرآن)

وقال :الأكثرون على أن الشاهد :يوم الجمعة، والمشهود :يوم عرفة(ابن كثير، ج۸ ص ۳۶۶)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلْیَوْمُ الْمَوْعُوْدُ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ، وَالْیَوْمُ الْمَشْھُوْدُ یَوْمُ عَرَفَۃَ، وَالشَّاھِدُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ(ترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''یومِ موعود'' قیامت کا دن ہے، اور ''یومِ مشہود'' عرفہ کا دن ہے، اور ''شاہد'' جمعہ کا دن ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلْیَوْمُ الْمَوْعُوْدُ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ، وَإِنَّ الشَّاھِدَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ، وَإِنَّ الْمَشْھُوْدَ یَوْمُ عَرَفَۃَ(المعجم الکبیر للطبرانی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''یومِ موعود'' قیامت کا دن ہے، اور ''شاہد'' جمعہ کا دن ہے، اور ''مشہود'' عرفہ کا دن ہے (ترجمہ ختم)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کی قسم کھائی، اول بُرجوں والے آسمان کی، پھر قیامت کے دن کی، پھر جمعہ اور عرفہ کے دنوں کی، یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت پر اور قیامت کے دن کے حساب کتاب اور جزا سزا پر دلیل ہیں اور جمعہ وعرفہ کے دن مومنوں کے لئے آخرت کا ذخیرہ جمع کرنے کے مبارک دن ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۳۳۳۹، واللفظ لہٗ، شعب الایمان للبیھقی رقم الحدیث ۴۳۸۲، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۱۰۸۷، الکامل لابنِ عدی، ج۲ص۲۱۹.

قال الملاعلی القاری:أقول :لکن یقویہ أحادیث أخر من المتقدم ذکرھا وغیرھا(مرقاۃ المفاتیح ج۳ص۱۰۱۷، باب الجمعۃ)

وقال الالبانی:حسن (صحیح وضعیف سنن الترمذی، حوالہ بالا)

[2] رقم الحدیث ۳۴۵۸،واللفظ لہٗ، مسند الشامیین للطبرانی،رقم الحدیث ۱٦۸۰ .

قال الھیثمی:رواہ الطبرانی، وفیہ محمد بن إسماعیل بن عیاش وھو ضعیف(مجمع الزوائد ج۷ص۱۳۵)

وقال الالبانی:قلت :وھذا إسناد رجالہ ثقات، فاستثناء ابن إسماعیل، ثم ھو منقطع بین شریح ابن عبید وأبی مالک الأشعری .ومحمد بن إسماعیل بن عیاش قال الھیثمی 7)/135) ": ضعیف ."وبین وجھہ الحافظ فی "التقریب "بقولہ " :عابوا علیہ أنہ حدث عن أبیہ بغیر سماع ."لکنہ أفاد فی "التھذیب "فائدۃ ھامۃ فقال " :وقد أخرج أبو داود عن محمد بن عوف عنہ عن أبیہ عدۃ أحادیث، لکن یرونھا (الأصل : یروونھا) بأن محمد بن عوف رآھا فی أصل إسماعیل ." قلت :فإذا صح ھذا، فروایۃ ابن عوف عنہ قویۃ لأنھا مدعمۃ بموافقتھا لما وجدہ ابن عوف فی أصل إسماعیل، وھی وجادۃ معتبرۃ، کما لا یخفی علی المھرۃ .وبالجملۃ فالحدیث بھذا الشاھد حسن .واللہ أعلم (السلسلۃ الصحیحۃ، تحت رقم الحدیث ۱۵۰۲)

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ يَّوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ، مِنْ يَّوْمِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُوْ، ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمِ الْمَلَائِكَةَ، فَيَقُوْلُ: مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟ (مسلم، رقم الحدیث ۱۳۴۸، کتاب الحج)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کے دن سے زیادہ بندوں کو جہنم سے نجات دیتے ہوں، اور اللہ تعالیٰ (عرفہ کے دن) بندوں کے قریب ہوتے ہیں، پھر فخر کے طور پر فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟ (ترجمہ ختم)

اور کئی احادیث میں نو ذُوالحجہ کے دن کے روزے کی بیش بہا فضیلت بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ: يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ (مسلم، رقم الحدیث ۱۱۶۲، کتاب الصیام)

ترجمہ: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کے دن کے روزہ کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک سال گزشتہ، اور ایک سال آئندہ (کے صغیرہ گناہوں) کا کفارہ کر دیتا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَوْمُ عَاشُوْرَآءَ يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ، وَصَوْمُ عَرَفَةَ يُكَفِّرُ سَنَتَيْنِ الْمَاضِيَةَ وَالْمُسْتَقْبِلَةَ (السنن الکبریٰ للنسائی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عاشوراء (یعنی دس محرم) کا روزہ گزشتہ سال (کے صغیرہ گناہوں) کا کفارہ کر دیتا ہے، اور عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کا روزہ دو سالوں (کے صغیرہ گناہوں) کا کفارہ کر دیتا ہے، ایک گزشتہ سال کا اور ایک آئندہ سال کا (ترجمہ ختم)

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۲۸۰۹، کتاب الصیام، صوم یوم عرفة والفضل فی ذلک، مؤسسة الرسالة، بیروت، واللفظ لہ، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۶۲۱ ورقم الحدیث ۲۲۵۱۷۔
فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَامَ یَوْمَ عَرَفَۃَ غُفِرَ لَہٗ سَنَتَیْنِ مُتَتَابِعَتَیْنِ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یومِ عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کا روزہ رکھا، تو اس کے لگا تار دو سال کے (صغیرہ گناہ) معاف کر دیئے جائیں گے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: صَوْمُ یَوْمِ عَرَفَۃَ کَفَّارَۃُ السَّنَۃِ الْمَاضِیَۃِ وَالسَّنَۃِ الْمُسْتَقْبَلَۃِ (المعجم الاوسط للطبرانی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کا روزہ ایک سال گزشتہ، اور ایک سال آئندہ (کے صغیرہ گناہوں) کا کفارہ ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ:

سَأَلَ رَجُلٌ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ عَنْ صَوْمِ، یَوْمِ عَرَفَۃَ؟ فَقَالَ: کُنَّا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعْدِلُہٗ بِصَوْمِ سَنَتَیْنِ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۱۵۷، دار الحرمین، القاھرۃ) [3]

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے عرفہ کے دن کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس روزے کو دو سالوں کے روزوں کے برابر شمار کیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۷۵۴۸، ج۱۳ ص ۵۴۲، دار المأمون للتراث - دمشق، واللفظ لہٗ، مصنف ابنِ ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۹۸۱۰، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۵۹۲۳، تہذیب الآثار للطبری، رقم الحدیث ۵۵۸، مسند عبد بن حمید، رقم الحدیث ۲۲۶.

قال المنذری: رواہ أبو یعلی ورجالہ رجال الصحیح (الترغیب والترھیب، ج۲ ص ۶۸، کتاب الصوم)

وقال الھیثمی: رواہ أبو یعلی والطبرانی فی الکبیر، ورجال أبی یعلی رجال الصحیح (مجمع الزوائد ج۳ ص ۱۸۹)

[2] رقم الحدیث ۲۰۶۵، دار الحرمین، القاھرۃ، واللفظ لہٗ، مسند عبد بن حمید، رقم الحدیث ۹۲۹.

قال المنذری: رواہ الطبرانی فی الأوسط بإسناد حسن (الترغیب والترھیب، ج۲ ص ۶۸، کتاب الصوم)

وقال الھیثمی: وإسناد الطبرانی حسن (مجمع الزوائد ج۳ ص ۱۸۹)

[3] قال الھیثمی: رواہ الطبرانی فی الأوسط، وھو حدیث حسن (مجمع الزوائد، ج۳ ص ۱۹۰)

عَنْ عَائِشَةَ ؛ أَنَّهَا كَانَتْ تَصُومُ عَرَفَةَ(مصنف ابنِ ابی شیبة،رقم الحدیث ۹۸۰۸)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عرفہ کے دن کا روزہ رکھتی تھیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت مسروق سے ہی روایت ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:مَا مِنَ السَّنَةِ يَوْمٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصُومَهُ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ(مصنف ابنِ ابی شیبة،رقم الحدیث ۹۸۰۹،کتاب الصیام)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سال بھر میں مجھے کوئی روزہ عرفہ کے دن کے روزے سے زیادہ محبوب نہیں ہے (ترجمہ ختم)

ملحوظ رہے کہ علمائے کرام کی تحقیق کے مطابق اس روزہ سے صغیرہ گناہوں کی بخشش ہوتی ہے۔ [۱]
اور صغیرہ گناہوں کی بخشش بھی بہت بڑی نعمت ہے۔

اور کبیرہ گناہوں کے لئے توبہ ضروری ہے اور سچی توبہ کے لئے تین باتیں ضروری ہیں۔

(۱)...... پہلی یہ کہ گزرے ہوئے گناہوں پر افسوس اور شرمندگی کا ہونا اور ساتھ ہی جن چیزوں کی قضاء ضروری ہے، خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں (جیسے قضاء نمازیں، قضا روزے، زکاۃ، حج، قربانی، صدقۂ فطر، قسم کا کفارہ، جائز منت وغیرہ) ان کو حسبِ قدرت ادا کرنا اور خواہ بندوں کے حقوق ہوں (جیسے قرض و دین، تقسیمِ میراث، کسی بھی قسم کا جانی، مالی نقصان اور ایذاء رسانی وغیرہ) ان کو ممکنہ حد تک ادا کرنے کی کوشش کرنا یا حقدار سے معافی حاصل کرنا۔

(۲)...... دوسری یہ کہ اس وقت فوراً ان گناہوں کو چھوڑ دینا اور ان سے الگ ہو جانا۔

(۳)...... تیسری یہ کہ آئندہ کے لئے ان گناہوں کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لینا (کذا فی معارف القرآن ج۲ تحت سورۃ نسآء آیت ۳۱) [۲]

---

[۱] (صوم یوم عرفة یکفر سنتین ماضیة)یعنی التی هو فیها (ومستقبلة)أی التی بعده یعنی یکفر ذنوب صائمه فی السنتین والمراد الصغائر (وصوم عاشوراء)بالمد (یکفر سنة ماضیة)لأن یوم عرفة سنة المصطفی ویوم عاشوراء سنة موسی فجعل سنة نبینا تضاعف علی سنة موسی قال ابن العماد قال بعض العلماء وفیه إشارة إلی أن من صام یوم عرفة لا یموت فی ذلک العام(التیسیر بشرح الجامع الصغیر، ج۲ ص۹۵)

[۲] لأن حد التوبة الرجوع عن الذنب والعزم ان لا یعود إلیه والاقلاع عنه والاستغفار بمجرده لا یفهم منه ذلک انتهی وقال غیره شروط التوبة ثلاثة الاقلاع والندم والعزم علی ان لا یعود والتعبیر بالرجوع عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس موقع پر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ بعض روایات میں عرفہ کے دن کو بھی کھانے پینے کا دن قرار دیا گیا ہے، اور اس دن میں روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے، تو اس بارے میں سمجھ لینا چاہیے کہ یہ حکم حجاجِ کرام کے ساتھ خاص ہے۔ [1]

کیونکہ وہ اپنے حج کے اعمال میں مشغول ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے انہیں عرفہ کے دن یعنی نو ذی الحجہ کو روزہ رکھنے کی وجہ سے اپنے حج کے اعمال ومناسک انجام دینے اور روزہ وافطار میں مشغولی کے باعث مزدلفہ کی طرف کوچ کرنے میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الذنب لا يفيد معنى الندم بل هو إلى معنى الاقلاع أقرب وقال بعضهم يكفى فى التوبة تحقق الندم على وقوعه منه فإنه يستلزم الاقلاع عنه والعزم على عدم العود فهما ناشئان عن الندم لا أصلان معه ومن ثم جاء الحديث الندم توبة وهو حديث حسن من حديث بن مسعود أخرجه بن ماجة وصححه الحاكم وأخرجه بن حبان من حديث أنس وصححه وقد تقدم البحث فى ذلك فى باب التوبة من أوائل كتاب الدعوات مستوفى(فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۳ ص ۴۷۱، كتاب التوحيد)

ثم اعلم ان التوبة اما من الكفر واما من الذنب فتوبة الكافر مقبولة قطعا وتوبة العاصى مقبولة بالوعد الصادق ومعنى القبول الخلاص من ضرر الذنوب حتى يرجع كمن لم يعمل ثم توبة العاصى اما من حق الله واما من حق غيره فحق الله تعالى يكفى فى التوبة منه الترك على ما تقدم غير ان منه ما لم يكتف الشرع فيه بالترك فقط بل أضاف إليه القضاء أو الكفارة وحق غير الله يحتاج إلى ايصالها لمستحقها والا لم يحصل الخلاص من ضرر ذلك الذنب لكن من لم يقدر على الايصال بعد بذله الوسع فى ذلك فعفو الله مأمول فإنه يضمن التبعات ويبدل السيئات حسنات والله اعلم(فتح البارى لابنِ حجر، ج ۱۱ ص ۱۰۳، كتاب الدعوات، باب التوبة)

باب التوبة قال العلماء :التوبة واجبة من كل ذنب، فإن كانت المعصية بين العبد وبين الله تعالى لا تتعلق بحق آدمى، فلها ثلاثة شروط :أحدها :أن يقلع عن المعصية .والثانى :أن يندم على فعلها . والثالث :أن يعزم أن لا يعود إليها أبداً، فإن فقد أحد الثلاثة لم تصح توبته .وإن كانت المعصية تتعلق بآدمى فشروطها أربعة : هذه الثلاثة، وأن يبرأ من حق صاحبها :فإن كانت مالاً أو نحوه رده إليه، وإن كانت حد قذف ونحوه مكنه منه أو طلب عفوه وإن كانت غيبة استحله منها ويجب أن يتوب من جميع الذنوب فإن تاب من بعضها صحت توبته عند أهل الحق من ذلك الذنب وبقى عليه الباقى وقد تظاهرت دلائل الكتاب، والسن، وإجماع الأمة على وجوب التوبة (شرح رياض الصالحين للعثيمين ، باب التوبة)

[1] حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَوْشَبُ بْنُ عُقَيْلٍ، عَنْ مَهْدِيٍّ الْهَجَرِيِّ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، قَالَ :كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ، فِي بَيْتِهِ فَحَدَّثَنَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ(ابو داؤد، رقم الحديث ۲۴۴۰)

[2] (وعن أبى هريرة أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -نهى) أى نهى تنزيه (عن صوم يوم عرفة بعرفة) أى فى عرفات لئلا يضعف عن الدعاء ولئلا يسىء خلقه مع الرفقاء ، وفى معناه من يكون مثله، ولو من أهل الحضر، قال ابن الملك :وليس هذا نهى تحريم، روى عن عائشة أنها كانت تصوم، وقال عطاء : أصومه فى الشتاء ولا أصومه فى الصيف (رواه أبو داود) وقال الحاكم :إنه على شرط البخارى، وأقره الذهبى وصححه ابن خزيمة(مرقاة، ج۴ص ۱۴۲۴، باب صيام التطوع) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

البتہ جس حاجی کو اپنے بارے میں یقین ہو کہ اس کو اس دن کا روزہ رکھنے سے وقوفِ عرفات اور دعائیں وغیرہ مانگنے اور سورج غروب ہونے کے فوراً بعد مزدلفہ روانگی میں کوئی خلل نہ ہوگا اس کے لئے مکروہ نہیں؛ بلکہ ایسی صورت میں یہ روزہ اس کے حق میں بھی مستحب ہوگا۔ [1]

مسئلہ نمبر۱......عرفہ کے دن کی فضیلت ہر شخص کو اس ملک کے وقت اور اس کی تاریخ کے اعتبار سے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾وقد جاء تسمية عيدا من حديث مرفوع خرجه أهل السنن من حديث عقبة بن عامر، عن النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال " :يوم عرفة ويوم النحر وأيام التشريق عيدنا أهل الإسلام، وهى أيام أكل وشرب "وقد أشكل وجهه على كثير من العلماء ؛ لأنه يدل على أن يوم عرفة يوم عيد لا يصام، كما روى ذلک عن بعض المتقدمين، وحمله بعضهم على أهل الموقف وهو الأصح لأنه اليوم الذى فيه أعظم مجامعهم ومواقفهم بخلاف أهل الأمصار فإن اجتماعهم يوم النحر، وأما أيام التشريق فيشارک أهل الأمصار أهل الموسم فيها؛ لأنها أيام ضحاياهم وأكلهم من نسكهم .هذا قول جمهور العلماء .وقال عطاء :إنما هى أعياد لأهل الموسم، فلا ينهى أهل الأمصار عن صيامها .وقول الجمهور أصح (فتح البارى لابنِ رجب، ج ۱ ص ۱۷۳)

[1] والمندوب كأيام البيض من كل شهر ويوم الجمعة ولو منفردا وعرفة ولو لحاج لم يضعفه(الدر المختار)

(قوله :لم يضعفه) صفة لحاج أى إن كان لا يضعفه عن الوقوف بعرفات ولا يخل بالدعوات محيط فلو أضعفه كره(ردالمحتار، ج ۲ ص ۶۵ ۳،كتاب الصوم)

ومن المكروه......صوم يوم عرفة للحاج إن أضعفه(البحر الرائق، ج۲ ص ۲۷۸،كتاب الصوم، اقسام الصوم)

وأما صوم يوم عرفة :ففى حق غير الحاج مستحب، لكثرة الأحاديث الواردة بالندب إلى صومه، ولأن له فضيلة على غيره من الأيام، وكذلک فى حق الحاج إن كان لا يضعفه عن الوقوف، والدعاء لما فيه من الجمع بين القربتين وإن كان يضعفه عن ذلک يكره لأن فضيلة صوم هذا اليوم مما يمكن استدراكها فى غير هذه السنة، ويستدرک عادة، فأما فضيلة الوقوف، والدعاء فيه لا يستدرک فى حق عامة الناس عادة إلا فى العمر مرة واحدة، فكان إحرازها أولى(بدائع الصنائع، ج ۲ ص ۷۹،كتاب الصوم، فصل شرائط انواع الصيام)

(قوله وأن يكون مفطرا) عد فى اللباب من مستحبات الوقوف الصوم لمن قوى والفطر للضعيف .قال وقيل يكره قال شارحه وهى كراهة تنزيه لئلا يسىء خلقه فيوقعه فى محذور أو محظور، وكذا صوم يوم التروية؛ لأنه يعجزه عن أداء أفعال الحج وقد ثبت أنه -صلى الله عليه وسلم -أفطر يوم عرفة مع كمال القوة إلا أنه لم ينه أحدا عن صومه فلا وجه لكراهته على الإطلاق، وأما ما فى الخانية ويكره صوم يوم عرفة بعرفات وكذا صوم يوم التروية؛ لأنه يعجزه عن أداء أفعال الحج فمبنى على حكم الأغلب فلا ينافيه ما فى الكرمانى من أنه لا يكره للحاج الصوم فى يوم عرفة عندنا إلا إذا كان يضعفه عن أداء المناسک فحينئذ تركه أولى وفى الفتح إن كان يضعفه عن الوقوف والدعوات والمستحب تركه اهـ(منحة الخالق على هامش البحر الرائق ج ۲ ص ۳۶۵، كتاب الحج، باب الاحرام)

قوله" :صوم يوم عرفة الخ "فيندب صومه إلا للحاج لأنه ربما يضعف بصومه عن المطلوب منه يومه (حاشية الطحطاوى على المراقى، ص ۴۰۰،كتاب الصلاة، فصل فى تحية المسجد وصلاة الضحىٰ واحياء اليالى)

حاصل ہوگی جس ملک میں وہ شخص موجود ہے۔

پس جو شخص کسی ایسے ملک میں ہے کہ وہاں کی تاریخ سعودی عرب سے ایک دن پیچھے ہے تو اس ملک والے کے لئے سعودی عرب کی تاریخ کا اعتبار نہ ہوگا کہ سعودیہ کی نو تاریخ کو اپنے یہاں عرفہ کا دن سمجھے بلکہ اپنے ملک کی تاریخ کا اعتبار ہوگا خواہ اس دن سعودیہ میں دس ذُوالحجہ یعنی بقرعید کا دن ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ عید الاضحیٰ ہر شخص اپنے ملک کی تاریخ کے اعتبار سے کرتا ہے، اور نمازیں بھی اپنے یہاں کے اوقات کے اعتبار سے پڑھتا ہے، اور سحری وافطار بھی اپنے یہاں کے اوقات کے اعتبار سے کرتا ہے، اسی طرح عرفہ کے دن کی فضیلت بھی اپنے یہاں کے اوقات وتاریخ کے اعتبار سے حاصل ہوگی۔ [۱]

مسئلہ نمبر۲...... بعض لوگ عرفہ کے دن کسی ایک مقام پر اکٹھے ہونے اور جمع ہونے کو ثواب سمجھتے ہیں اور عرفات میں حاجیوں کے اجتماع کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، بلکہ بے بنیاد اور من گھڑت بلکہ گناہ کی بات ہے، لہٰذا اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ [۲]

---

[۱] بخلاف الأضحية فالظاهر أنها كأوقات الصلوات يلزم كل قوم العمل بما عندهم فتجزء الأضحية فى اليوم الثالث عشر وإن كان على رؤيا غيرهم هو الرابع عشر (ردالمحتار، ج۲، ص۳۹۴، كتاب الصوم، سبب صوم رمضان)

[۲] (ووقوف الناس يوم عرفة فى غيرها تشبيها بالواقفين ليس بشىء) هو نكرة فى موضع النفى فتعم أنواع العبادة من فرض وواجب ومستحب فيفيد الإباحة، وقيل يستحب ذلك كذا فى مسكين .وقال الباقانى :لو اجتمعوا لشرف ذلك اليوم ولسماع الوعظ بلا وقوف وكشف رأس جاز بلا كراهة اتفاقا(الدرالمختار) (قوله :يوم عرفة) الإضافة بيانية لأن عرفة اسم اليوم وعرفات اسم المكان شرنبلالية (قوله فى غيرها) أى غير عرفة، وأراد بها المكان تجوزا والمراد كما فى شرح المنية اجتماعهم عشية يوم عرفة فى الجوامع أو فى مكان خارج البلد يتشبهون بأهل عرفة .اهـ .(قوله وقيل يستحب) لعله المراد من قول النهاية .وعن أبى يوسف ومحمد فى غير رواية الأصول أنه لا يكره لما روى أن ابن عباس فعل ذلك بالبصرة .اهـ.قال فى الفتح :وهذا يفيد أن مقابله من رواية الأصول الكراهة ثم قال :وهو الأولى حسما لمفسدة اعتقادية تتوقع من العوام ونفس الوقوف وكشف الرءوس يستلزم التشبه وإن لم يقصد فالحق أنه إن عرض للوقوف فى ذلك اليوم سبب يوجبه كالاستسقاء مثلا لا يكره، أما قصد ذلك اليوم بالخروج فيه فهو معنى التشبه إذا تأملت .وفى جامع التمرتاشى :لو اجتمعوا لشرف ذلك اليوم جاز يحمل عليه بلا وقوف وكشف اهـ. والحاصل أن الصحيح الكراهة كما فى الدرر بل فى البحر أن ظاهر ما فى غاية البيان أنها تحريمية وفى النهر أن عباراتهم ناطقة بترجيح الكراهة وشذوذ غيره (قوله وقال الباقانى إلخ) مأخوذ من آخر عبارة الفتح المتقدمة، والحاصل أن المكروه هو الخروج مع الوقوف وكشف الرءوس بلا سبب موجب كاستسقاء أما مجرد الاجتماع فيه على طاعة بدون ذلك فلا يكره(ردالمحتار، ج۲ص۱۷۷، باب العيدين)

مسئلہ نمبر۳......عشرۂ ذی الحجہ اور نو ذُوالحجہ کے روزوں کے مسائل دوسرے نفل روزوں کی طرح ہیں۔ ۱

مسئلہ نمبر۴......نفل روزوں کی دل میں نیت اگر یہ مقرر کرکے کی جائے کہ میں نفل کا روزہ رکھتا ہوں یا رکھتی ہوں تو بھی صحیح ہے اور اگر صرف یہ نیت کرے کہ میں روزہ رکھتا ہوں یا رکھتی ہوں تب بھی صحیح ہے۔ ۲

مسئلہ نمبر۵......نفل روزے کی رات سے نیت کرنا ضروری نہیں، اگر کسی کا دن کے شروع وقت میں روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا لیکن صبح صادق کے بعد سے ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں پھر روزہ رکھنے کا ارادہ ہوگیا تو زوال سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے (یعنی ضحوۂ کبریٰ جو صبح صادق سے سورج غروب ہونے تک کے آدھے حصہ کا نام ہے) تک نفل روزے کی نیت کرلینا صحیح ہے اس کے بعد نیت کرنا صحیح نہیں۔ ۳

---

۱ ويستحب صوم يوم الخميس والجمعة والسبت من كل شهر حرام، والأشهر الحرم أربعة ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب ثلاثة سرد، وواحد فرد .ويستحب صوم تسعة أيام من أول ذى الحجة كذا فى السراج الوهاج(الفتاوى الهندية، كتاب الصوم،الباب الثالث فيما يكره للصائم وما لا يكره)

وأما صوم يوم عرفة فى حق الحاج فإن كان يضعفه عن الوقوف بعرفة ويخل بالدعوات فإن المستحب له أن يترك الصوم لأن صوم يوم عرفة يوجد فى غير هذه السنة فأما الوقوف بعرفة فيكون فى حق عامة الناس فى سنة واحدة وأما إذا كان لا يخالف الضعف فلا بأس به.وأما فى حق غير الحاج فهو مستحب لأن له فضيلة على عامة الأيام(تحفة الفقهاء، ج ١ ،ص ٣٤٣، كتاب الصوم)

۲ أما كيفية النية فينظر إن كان الصوم عينا يكفيه نية مطلق الصوم حتى لو صام رمضان بنية مطلق الصوم يقع على رمضان،وكذا فى صوم التطوع إذا صام مطلقا خارج رمضان يقع عن النفل لأن الوقت متعين للنفل شرعا(تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج ١ ص٣٤٧، كتاب الصوم)

(قال) : ولا يكون صائما فى رمضان ولا فى غيره ما لم ينو الصوم، وإن اجتنب المفطرات إلى آخر يومه بمرض أو غير مرض، وقد بينا قول زفر -رحمه الله تعالى -فى الصحيح المقيم إنه يتأدى منه الصوم بمجرد الإمساك من غير النية فإن كان مريضا أو مسافرا فلا خلاف أنه لا يكون صائما ما لم ينو وعند زفر -رحمه الله تعالى -ما لم ينو من الليل قال :لأن الأداء غير مستحق عليه فى هذا الوقت نفسه فلا يتعين إلا بنيته بخلاف الصحيح المقيم وعندنا اشتراط النية ليصير الفعل قربة فإن الإخلاص والقربة لا يحصل إلا بالنية قال الله تعالى (:وما أمروا إلا ليعبدوا الله مخلصين له الدين) (البينة: ٥) ففى هذا المسافر والمقيم سواء إنما فارق المسافر المقيم فى الترخيص بالفطر فإذا لم يترخص صحت منه النية قبل انتصاف النهار كما تصح من المقيم(المبسوط للسرخسى، ج٣ص ٨٦، كتاب الصوم)

۳ وأما وقت النية فالأفضل أن ينوى من الليل أو مقارنا لطلوع الفجر فى الصيامات كلها،فأما إذا نوى بعد طلوع الفجر فإن كان الصوم دينا فلا يجوز بالإجماع وإن كان الصوم عينا فيجوز عندنا سواء كان فرضا أو نذرا أو تطوعا،وقال الشافعى لا يجوز إلا فى التطوع،وقال مالك لا يجوز فى التطوع أيضا،ولو صام بنية بعد الزوال فى التطوع لا يجوز عندنا خلافا للشافعى وبعض أصحابه قالوا لا يجوز،والصحيح قولنا لأنه ما وجد الإمساك لله تعالى فى وقت الغداء ووقت الغداء من وقت طلوع الفجر إلى وقت الزوال يختلف

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۶ ...... مشہور ہے کہ جب تک فجر کی اذان کی آواز نہ آئے اس وقت تک سحری کھانا جائز رہتا ہے، یہ غلط ہے۔

اوراصل بات یہ ہے کہ سحری کا وقت صبح صادق ہونے پر ختم ہوجاتا ہے خواہ ابھی اذان بھی نہ ہوئی ہو۔ [1]

اور صبح صادق کا وقت مستند جنتریوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷ ...... نیت زبان سے الفاظ ادا کرنے کا نام نہیں بلکہ دل کے ارادہ کا نام ہے۔

لہٰذا دل میں نیت کرلینا کافی ہے، زبان سے الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

باختلاف أحوال الناس والصوم هو الإمساک عن الغداء وتأخیر العشاء إلى اللیل وبعد الزوال لا یجوز لأنه لم یوجد الإمساک عن الغداء لله تعالى (تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج ۱ ص ۳۴۹، کتاب الصوم)

(فیصح) أداء (صوم رمضان والنذر المعین والنفل بنیة من اللیل) فلا تصح قبل الغروب ولا عنده (إلى الضحوة الکبرى لا) بعدها(الدر المختار، کتاب الصوم)

(قوله :إلى الضحوة الکبرى) المراد بها نصف النهار الشرعی والنهار الشرعی من استطارة الضوء فی أفق المشرق إلى غروب الشمس والغایة غیر داخلة فی المغیا کما أشار إلیه المصنف بقوله لا عندها .اهـ.ح وعدل عن تعبیر القدوری والمجمع وغیرهما بالزوال لضعفه؛ لأن الزوال نصف النهار من طلوع الشمس ووقت الصوم من طلوع الفجر کما فی البحر عن المبسوط قال فی الهدایة وفی الجامع الصغیر قبل نصف النهار وهو الأصح؛ لأنه لا بد من وجود النیة فی أکثر النهار ونصفه من وقت طلوع الفجر إلى وقت الضحوة الکبرى لا وقت الزوال فتشترط النیة قبلها لتتحقق فی الأکثر .اهـ.وفی شرح الشیخ إسماعیل وممن صرح بأنه الأصح فی العتابیة والوقایة وعزاه فی المحیط إلى السرخسی وهو الصحیح کما فی الکافی والتبیین اهـ وتظهر ثمرة الاختلاف فیما إذا نوى عند قرب الزوال کما فی التتارخانیة عن المحیط وبه ظهر أن قول البحر والظاهر أن الاختلاف فی العبارة لا فی الحکم غیر ظاهر.(تنبیه) قد علمت أن النهار الشرعی من طلوع الفجر إلى الغروب(رد المحتار على الدر المختار، ج۲، ص۳۷۷)

[1] وعلیه اجماع الامة ای لایجوز الاکل والشرب للصائم بعد الصبح الصادق.
تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''رمضان المبارک کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمائیں۔

[2] النیة شرط فی الصوم وهی ان یعلم بقلبه انهٗ یصوم ولیست النیة باللسان شرطاً (ردالمحتار، ج ۲ ص ۳۷۷کتاب الصوم ملخصاً)

والنیة معرفته بقلبه أن یصوم کذا فی الخلاصة، ومحیط السرخسی .والسنة أن یتلفظ بها کذا فی النهر الفائق .ثم عندنا لا بد من النیة لکل یوم فی رمضان کذا فی فتاوى قاضی خان .والتسحر فی رمضان نیة ذکره نجم الدین النسفی، وکذا إذا تسحر لصوم آخر، وإن تسحر على أنه لا یصبح صائما لا یکون نیة، ولو نوى من اللیل ثم رجع عن نیته قبل طلوع الفجر صح رجوعه فی الصیامات کلها کذا فی السراج الوهاج، ولو قال نویت أن أصوم غدا إن شاء الله -تعالى -صحت نیته هو الصحیح کذا فی الظهیریة (الفتاوىٰ الهندیة ج ۱ ص ۱۹۵ کتاب الصوم، الباب الاول)

مسئلہ نمبر ۸......سحری کھانا سنت ہے اگر بھوک نہ ہو تو تھوڑا بہت سنت کی نیت سے کچھ کھالینا چاہیے، لیکن اگر کسی نے بالکل سحری نہ کھائی اور بغیر سحری کے روزہ رکھ لیا تب بھی روزہ ہو جائے گا۔ [۱]

مسئلہ نمبر ۹......نفلی روزہ اگر رکھ کر پورا کرنے سے پہلے توڑ دیا جائے تو اس کی قضاء ضروری ہو جاتی ہے لیکن کفارہ وغیرہ لازم نہیں ہوتا۔ [۲]

مسئلہ نمبر ۱۰......عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا منع ہے۔ [۳]

(ماخوذ از: ''ذُوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام'' صفحہ ۳۵ تا ۴۸، طباعتِ پنجم: شعبان ۱۴۳۲ھ جولائی 2011ء)

---

[۱] التسحر مستحب، ووقته آخر الليل قال الفقيه أبو الليث، وهو السدس الأخير هكذا فی السراج الوهاج ثم تأخير السحور مستحب كذا فی النهاية ويكره تأخير السحور إلی وقت يقع فيه الشک هكذا فی السراج الوهاج(الفتاویٰ الهندية، ج ا ص ۲۰۰، كتاب الصوم، الباب الثالث)

[۲] ومن دخل فی صوم التطوع ثم أفسده قضاه كذا فی الهداية سواء حصل الفساد بصنعه أو بغير صنعه حتی إذا حاضت الصائمة المتطوعة يجب القضاء فی أصح الروايتين كذا فی النهاية(الفتاویٰ الهندية، ج ا ص ۲۱۵)

(قوله ومن دخل فی صوم التطوع ثم أفسده قضاه) لا خلاف بين أصحابنا -رحمهم الله -فی وجوب القضاء إذا فسد عن قصد أو غير قصد بأن عرض الحيض للصائمة المتطوعة، خلافا للشافعی -رحمه الله -، وإنما اختلاف الرواية فی نفس الفساد هل يباح أو لا؟ ظاهر الرواية لا إلا بعذر، ورواية المنتقی يباح بلا عذر.
ثم اختلف المشايخ رحمهم الله علی ظاهر الرواية هل الضيافة عذر أو لا؟ قيل نعم، وقيل لا، وقيل عذر قبل الزوال لا بعده، إلا إذا كان فی عدم الفطر بعده عقوق لأحد الوالدين لا غيرهما حتی لو حلف عليه رجل بالطلاق الثلاث ليفطرن لا يفطر(فتح القدير ج۲ ص ۳۶۰، كتاب الصوم، باب مايوجب القضاء والكفارة)

[۳] ولا تصوم المرأة تطوعاً إلا بإذن زوجها إن أمكنه وطؤها فله أن يفطرها(فتاوی قاضی خان، ج ا، ص۱۵۳، كتاب الصوم)

ولا تصوم المرأة تطوعاً بغير إذن زوجها، فإن كان صيامها لا يضر به بأن كان صائماً أو مريضاً، فلها أن تصوم وليس له منعها(المحيط البرهانی، ج۳ص ۳۸۹، كتاب الصوم، الفصل الرابع عشر فی المتفرقات)

(قوله ولا تصوم المرأة نفلا إلخ) أی يكره لها ذلک كما فی السراج.
والظاهر أن لها الإفطار بعد الشروع رفعا للمعصية فهو عذر وبه تظهر مناسبة هذه المسائل هنا تأمل، وأطلق النفل فشمل ما أصله نفل لكن وجب بعارض ولذا قال فی البحر عن القنية للزوج أن يمنع زوجته عن كل ما كان الإيجاب من جهتها كالتطوع والنذر واليمين دون ما كان من جهته تعالی كقضاء رمضان وكذا العبد إلا إذا ظاهر من امرأته لا يمنعه من كفارة الظهار بالصوم لتعلق حق المرأة به .اهـ.(قوله إلا عند عدم الضرر به) بأن كان مريضا أو مسافرا أو محرما بحج أو عمرة فليس له منعها من صوم التطوع، ولها أن تصوم وإن نهاها لأنه إنما يمنعها لاستيفاء حقه من الوطء ، وأما فی هذه الحالة فصومها لا يضره فلا معنی للمنع سراج، وأطلق فی الظهيرية المنع واستظهره فی البحر(رد المحتار علی الدر المختار ج۲، ص ۴۳۰، كتاب الصلاة)

مقالات ومضامین (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط۲۳) مفتی محمد امجد حسین

اس حال پہ ماضی کے سب آثار نثار

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ (سورة القصص، آيت ۵)

ترجمہ: اور ہم چاہتے تھے کہ جو لوگ ملک میں کمزور کردیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انہیں (ملک کا) وارث کریں (دینی ودنیوی دونوں اقتدار نبوت اور سلطنت وبادشاہت کی شکل میں انہیں عطا کریں گے)

اس آیت میں انسانی دنیا کی قدیم تاریخ کے ایک اہم موڑ، ایک فیصلہ کن مرحلے کا ذکر ہے۔

قدیم تاریخ کا ایک ایسا اہم موڑ جب متمدن دنیا کے ایک بڑے مرکز میں (جہاں کا طاغوتی فرمانروا آج کے طواغیت کی طرح اپنے آپ کو سپر پاور اور خدا کہلاتا تھا) تہذیب وکلچر، سیاست وریاست صرف موڑ ہی نہیں کاٹتے بلکہ معجزانہ طور پر مکمل ''یوٹرن'' لے لیتے ہیں، ایک جابر وقاہر قوم عزت وسربلندی، ترقی و خوشحالی کا ایک طویل دور گزارنے کے بعد باجود شان وشوکت، قوت وسطوت، تاج وتخت، حکومت و سلطنت اور لاؤلشکر کے حامل ہونے اور باج وخراج کا مضبوط حصار رکھنے کے آناًفاناً زوال آشنا ہوکر تاریخ کے کباڑ خانے کی نذر ہوجاتی ہے، اور اس کے بالمقابل ایک دوسری قوم مذکورہ بالا تمام مادی ودنیوی جاہ و جلال، ساز وسامان اور کروفر سے یکسر تہی ماندہ اور بے بس ہونے اور عرصہ دراز تک پہلی قوم کی دست نگرو غلام رہنے کے دیکھتے ہی دیکھتے شاہانہ عظمتوں سے ہمکنار اور عروج ورفعت کے سنگھاسن پہ براجمان ہونے جارہی ہے۔

اس کے اسباب، عالم اسباب میں جو کچھ تھے وہ اس سے سابق آیت میں فرعون پر عائد کردہ فردِ جرم کے تناظر میں ہم بیان کرآئے ہیں، اس آیت میں مذکور قضاوقدر کا فیصلہ اور خدا کی مشیت فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی اور بنی اسرائیل کی نجات اور ان کو ملک ودولت اور زمینی اقتدار حاصل ہونے کی صورت میں نافذ ہوا، قرآن نے اس فیصلہ کن مرحلے اور تاریخی موقعہ کی منظر کشی یوں کی ہے:

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ . فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِى الْمَدَآئِنِ

حٰشِرِیۡنَ. اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرۡذِمَةٌ قَلِیۡلُوۡنَ. وَاِنَّهُمۡ لَنَا لَغَآئِظُوۡنَ. وَاِنَّا لَجَمِیۡعٌ حٰذِرُوۡنَ. فَاَخۡرَجۡنٰهُمۡ مِّنۡ جَنّٰتٍ وَّعُیُوۡنٍ. وَّکُنُوۡزٍ وَّمَقَامٍ کَرِیۡمٍ. کَذٰلِکَ وَاَوۡرَثۡنٰهَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ. فَاَتۡبَعُوۡهُمۡ مُّشۡرِقِیۡنَ. فَلَمَّا تَرَآءَ الۡجَمۡعٰنِ قَالَ اَصۡحٰبُ مُوۡسٰۤی اِنَّا لَمُدۡرَکُوۡنَ. قَالَ کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیۡ سَیَهۡدِیۡنِ. فَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی اَنِ اضۡرِبۡ بِّعَصَاکَ الۡبَحۡرَ فَانۡفَلَقَ فَکَانَ کُلُّ فِرۡقٍ کَالطَّوۡدِ الۡعَظِیۡمِ. وَاَزۡلَفۡنَا ثَمَّ الۡاٰخَرِیۡنَ. وَاَنۡجَیۡنَا مُوۡسٰی وَمَنۡ مَّعَهٗۤ اَجۡمَعِیۡنَ. ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا الۡاٰخَرِیۡنَ. اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَةً وَمَا کَانَ اَکۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ (سورة الشعراء آیت ۵۲تا۶۷)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو رات کو لے کر نکلو کہ (فرعون کی طرف سے) تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ (جب یہ راتوں رات نکلے) تو فرعونیوں نے شہروں میں نقیب اور ڈھنڈورچی روانہ کئے (ان کے ذریعے ہنگامی بنیادوں پر لوگوں میں ڈھنڈورا پٹوایا) کہ یہ لوگ تھوڑی سی جماعت ہے۔ اور یہ ہمیں غصہ دلا رہے ہیں۔ اور ہم سب با ساز وسامان ہیں (سب انکا پیچھا کرو کہ ان کو پکڑ کر ان کے کیے کا مزہ چکھانا ہے، آگے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ہے کہ پیچھا کرنے کا کیا نتیجہ نکلا؟) تو ہم نے ان کو باغوں اور چشموں سے نکال دیا۔ اور خزانوں اور عمدہ مکانات سے بھی (ان کے ساتھ ہم نے) اسی طرح (کیا) اور ان چیزوں کا وارث بنی اسرائیل کو کر دیا۔ تو انہوں نے سورج نکلتے ہی (یعنی صبح کو) انکا تعاقب کیا۔ جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے کہ ہم تو پکڑ لئے گئے (موسیٰ نے) کہا ہرگز نہیں میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ مجھے راستہ بتائے گا۔ اس وقت ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی لاٹھی دریا پر مارو تو دریا پھٹ گیا اور ہر ایک ٹکڑا (پانی کا یوں) ہو گیا (کہ) گویا بڑا پہاڑ (ہے) اور دوسروں کو وہاں ہم نے قریب کر دیا۔ اور موسیٰ اور ان کے سب ساتھ والوں کو تو بچا لیا۔ پھر دوسروں کو ڈبو دیا۔ بیشک اس (قصے) میں نشانی ہے لیکن یہ اکثر ایمان لانے والے نہیں۔

نیز:

فَاَسۡرِ بِعِبَادِیۡ لَیۡلًا اِنَّکُمۡ مُّتَّبَعُوۡنَ. وَاتۡرُکِ الۡبَحۡرَ رَهۡوًا اِنَّهُمۡ جُنۡدٌ مُّغۡرَقُوۡنَ. کَمۡ تَرَکُوۡا مِنۡ جَنّٰتٍ وَّعُیُوۡنٍ. وَّزُرُوۡعٍ وَّمَقَامٍ کَرِیۡمٍ. وَّنَعۡمَةٍ کَانُوۡا فِیۡهَا فٰکِهِیۡنَ. کَذٰلِکَ وَاَوۡرَثۡنٰهَا قَوۡمًا اٰخَرِیۡنَ (سورة الدخان، آیت ۲۳تا۲۸)

ترجمہ: (اللہ نے فرمایا کہ) میرے بندوں کو راتوں رات لے کر چلے جاؤ اور (فرعونی) ضرور تمہارا تعاقب کریں گے۔ اور دریا سے (کہ) خشک (ہو رہا ہوگا) پار ہو جاؤ (تمہارے بعد) ان کا لشکر ڈبو دیا جائے گا۔ وہ لوگ بہت سے باغ اور چشمے چھوڑ گئے۔ اور کھیتیاں اور آباد و شاداب مکان اور آرام کی چیزیں جن میں عیش کیا کرتے تھے۔ اسی طرح (ہوا) اور ہم نے دوسرے لوگوں (بنی اسرائیل) کو ان چیزوں کا مالک بنا دیا۔

انسانی دنیا میں عروج وزوال کے دو متوازی سلسلے ہمیشہ جاری رہتے ہیں اور اقوام وملل، ریاستیں اور سلطنتیں یکے بعد دیگرے ان دونوں مرحلوں سے گزرتی رہتی ہیں، یہ ایک اصول فطرت اور سنیت الٰہیہ ہے، جس کا وقوع عالمِ اسباب میں انسانی سوسائٹیوں اور قوموں وملتوں کے عقائد واعمال، اخلاقیات ونفسانیات اور طرزِ عمل وطرزِ زندگی کے ساتھ بندھا ہوا ہے، کیونکہ دنیا کی سب چیزوں کی طرح انسان کے جسم وجان سے صادر وسرزد ہونے والے اچھے وبرے اعمال واخلاق اور قلبی ودماغی کیفیات اور عقائد ونظریات کے بھی اپنے اپنے اچھے وبرے تاثیرات وخاصیات ہیں، زہر اور سینکھنے میں اگر زہر وسنکھیے کو وجود بخشنے والے رب نے ہلاکت کی تاثیر رکھی ہے، تو کفر ونافرمانی، فسق وفجور، بغاوت وسرکشی وغیرہ برے اعمال میں دنیا و آخرت میں تباہی وہلاکت کی تاثیر کا پایا جانا خود اس رب نے نبیوں ورسولوں کی زبانی بتلایا اور باور کرایا ہے، اسی طرح شہد میں اور مختلف جڑی بوٹیوں میں شفا اور سلب امراض کی تاثیر جس رب نے رکھی ہے، ایمان واعمالِ صالحہ اور خدا پرستی کی زندگی گزارنے پر دنیا وآخرت میں بلند درجات اور مراتبِ عالیہ پر فائز ہونے اور ہمیشہ ہمیش کی نعمتوں سے مالا مال ہونے کی تاثیر بھی اسی رب نے بتلائی ہے تاریخ کے پورے طولِ طویل دورانیے میں افراد ہوں یا اقوام سب کے اعمال وکردار اور طرز عمل وطرز زندگی کے یہ اچھے برے اثرات ہمیشہ اپنے نتائج ریاضی کے فارمولوں کی طرح دو اور دو چار کی طرح دیتے رہے ہیں، برے اعمال نے ہمیشہ افراد کو بھی اور برے معاشروں کو بھی برے دن دکھائے، اچھے اعمال نے افراد و اقوام دونوں کے حق میں ہمیشہ اچھے نتائج ظاہر کیے۔

بہر حال عروج وزوال کے مراحل کا سب قوموں اور ملتوں پر بھی اور افراد واشخاص پر بھی ادل بدل کر آنا اور اچھے برے اعمال کا افراد واقوام دونوں کے حق میں اپنے اچھے برے نتائج دکھانا یہ سنت الٰہیہ اور قانون قدرت ہے، عروج وزوال کے مراحل کا قوموں پر ادل بدل کر آنا اس آیت سے بہت اصولی درجے میں واضح ہوتا ہے۔

وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ (سورۃ آلِ عمران، آیت ۱۴۰)

ترجمہ: اور یہ دن ہیں (عروج وزوال کے مختلف مراحل) کہ ہم ان کو لوگوں میں ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔

قرآن کی اس ساری منظر کشی کے تناظر میں نزول قرآن کے بعد کی چودہ سوسالہ تاریخ کے کچھ مناظر ملاحظہ فرمائیں:

مغرب کی رومن ایمپائر یعنی قیصر کی سلطنت اور مشرق کی فارسی یا مجوسی ایمپائر یعنی کسریٰ کی سلطنت کم ازکم ہزار سال سے فرعونی شان کی حامل طاغوتی سلطنتیں ہیں، امیر المؤمنین خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور سعادت نشان ہے، صحابہ کے قدوسی لشکر ادھر حضرت خالد بن ولید، عمرو بن العاص اور ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہم کی سرکردگی میں قیصر کی سلطنت کے بخیے ادھیڑ رہے ہیں، اور ادھر سعد بن وقاص کی سرکردگی میں کسریٰ کی آدھی دنیا پر پھیلی سلطنت میں ایک خدا کی حکمرانی کے جھنڈے گاڑ رہے ہیں ،اب بھی وہی منظر ہے جو کم ازکم ڈیڑھ ہزار سال پہلے فرعون کی سلطنت کے زوال کے وقت تھا، مٹھی بھر عرب جو متمدن قوموں کے نزدیک کسی حساب وشمار میں نہ تھے اور وقت کی ان دو نام نہاد سپر پاور کے زیر دست تھے، آج ان کے تاج وتخت اچھال رہے ہیں، اس فرق کے ساتھ کہ بنی اسرائیل کو تو سب کچھ تیار مل گیا تھا ان کے دشمن کو اللہ نے خود اپنی حکمتِ بالغہ اور تدبیرِ عجیبہ سے غرق کیا، جب کہ امت مسلمہ نے اپنے خونِ جگر اور زورِ بازو سے اللہ کی مدد کے بل بوتے پر اپنے عروج کی تاریخ رقم کی، باقی منظر وہی ہے، جو ”کم ترکو من جنٰت و عیون“ کی مذکورہ آیات میں بیان ہوا ہے۔

فردوسی نے ایک ہی شعر میں قیصر وکسریٰ دونوں کے اس زوال کا کیا عبرت آموز نقشہ کھینچا ہے۔ ؎

پردہ داری می کند بر قصر قیصر عنکبوت　　چغد نوبت می زند بر گنبد افراسیاب [۱]

اللہ اکبر! جن محلات اور شاہی ایوانوں میں کبھی زمین پر خدائی کے دعویداروں کی راج چوکی قائم تھی اور جو دربار تہذیب و تمدن کے کبھی سب سے بڑے مراکز تھے، عظمت و جبروت کے نشان تھے، جہاں سے پورے مشرق اور پورے مغرب کو کنٹرول کیا جاتا تھا، مادی اور سفلی تمدن کا سبق یہیں سے نشر ہوتا اور ساری دنیا میں پھیلتا تھا، وہاں الوؤں اور مکڑیوں کے بسیرے اور بستیاں بھی اس بوڑھے آسمان کو دیکھنی تھیں۔ ؏ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

---

[۱] ترجمہ: قیصر کے دربار اور محلات کی ویرانی کے عیب کی آج مکڑی جال نما جالے تن کر عیب پوشی اور پردہ داری کر رہی ہے اور افراسیاب (جو کسریٰ ایران کے سلسلے کا ایک بڑا بادشاہ تھا) کے محلات کی گنبدوں پر آج الوؤں کا راج ہے، اُلو بسیرا کیے ہوئے ہیں (اور ظاہر ہے الو ویرانوں اور کھنڈرات میں بسیرا کرتے ہیں)

آج کے فراعنہ کا انجام

مجھے تو رہ رہ کر بحر اوقیانوس کے اُس پار کے طاغوت کے مرکز ثقل ،سفید محل (White House) کا خیال آتا ہے کہ یہاں 'چغد' کا ریسٹ ہاؤس کب بنتا ہے اور عنکبوت اپنی انجینئری کا کمال کب دکھاتے ہیں جس کے آثار، دھندلے سہی لیکن نظر آنا شروع ہو گئے ہیں ویسے بھی ''خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں''

قارئین! ویسے آپ کیا سمجھتے ہیں کہ فرعون پر جو فردِ جرم قرآن نے عائد کی ہیں اور جن جرائم کی پاداش میں اس کا دھڑن تختہ ہوا آج کا طاغوتِ اعظم ،آج کا فرعون گذشتہ ایک صدی سے زیادہ عرصے سے ان تمام جرائم کا مع دوگنے چوگنے اضافات کے مسلسل بار بار مرتکب ہوتا چلا نہیں آ رہا؟ نیز اس کے حوالی و موالی، دیسی و ملکی دلاّل و ایجنٹ جنہوں نے طاغوتِ وقت کی شہ پر طاغوت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ملک کو فساد سے بھرا، عصمتوں و غیرتوں اور قومی خودمختاری کے سودے کیے، قوم کے سپوتوں کو ڈالروں کے عوض بیچا (اسی طرح قلم کے بیوپاری، لکھاری، امریکی سپاہِ دانش بھی) وہ قانونِ قدرت کے تحت اس کا خمیازہ نہیں بھگتیں گے؟ کئی تو آج قدرت کے ہاتھوں منقارِ زیرِ پر ہیں دوسرے بھی انشاءاللہ آئیں گے۔

اے مصر کا بازار سجانے والو ۔۔۔ نیلام پر انسان کو چڑھانے والو
اب اپنی زلیخا کو ہی بکنے سے بچاؤ ۔۔۔ یوسف کا جمال بیچ کھانے والو

اس کے ساتھ یہ اضافہ مزید کر لو کہ خواہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کا نمرودی دور ہو یا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا فرعونی دور ہو یا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے کا قیصر و کسریٰ کا دور ہو یا سید احمد شہید رحمہ اللہ کے زمانے کا سکھا شاہی دور ہو یا انیسویں و بیسویں صدی کے برصغیر کے علماءِ حق اور حریت پسندوں کے زمانے کا برٹش ایمپائر والا دور ہو یا افغان مجاہدین کے زمانے کا رشین ایمپائر کا دور ہو یا ملا عمر اور شیخ اسامہ کے زمانے کا نیٹو اتحاد اور امریکی سامراج کا دور ہو، بہرحال '' تلک الأیام نداولھا بین الناس'' کا قانون بنانے والے قانون ساز رب کا قانون یکساں سب ادوار میں جاری و ساری ہے، ناقابلِ تغییر و ناقابلِ ترمیم قانون:

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (سورۃ الاحزاب، آیت ۶۲)

ترجمہ: جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان کے بارے میں بھی خدا کی یہی عادت رہی ہے اور تم خدا کی عادت میں تغیر و تبدل نہ پاؤ گے۔

تو کیا میں پھر یہ سمجھوں کہ سورۃ قصص کی مذکورہ اس چوتھی آیت "ونرید ان نمن علی الذین استضعفو الخ" میں بیان کردہ مشیت خداوندی پھر حرکت میں آنے والی ہے، ایک فرعون اور فرعونیت، ایک طاغوت اور طاغوتیت، ایک سامراج اور سامراجیت، زمانے کا ایک بڑا شیطان اور اس کی شیطنت جو میرے عہد کا اور مجھ سے پچھلی ایک دونسلوں کے زمانے کا بڑا طاغوت ہے، وہ کل کے فراعنہ ونماردہ اور طواغیت کی طرح تاریخ کے کباڑ خانے کی نذر ہونے جارہا ہے، تاریخ کے اندھیاروں میں گم ہونے جارہا ہے، بحراوقیانوس میں اپنی خدائی کا بیڑہ غرق کرنے جارہا ہے، لوگو! اگر ایسا ہوا اور انشاء اللہ ایسا ہوگا تو یہ پندرھویں صدی ہجری کے محض ایک تہائی عرصہ میں اسلام کا دوسرا بڑا معجزہ ہوگا، امت مسلمہ کا دوسرا بڑا اعزاز ہوگا، افغان مجاہدین کا دوسرا بڑا کارنامہ ہوگا، کہ اس صدی کے پہلے عشرے میں انہوں نے ایک طاغوت کو فنا کی راہ دکھائی، جو آج کے دور کا کسریٰ تھا تو اب صدی کے تیسرے اور چوتھے عشرے میں وہ وقت کے دوسرے طاغوت کو جو بزعم خویش واحد سپر پاور ہے اور آج کے دور کا قیصر ہے اس کو ملک عدم کے سفر پر روانہ کررہے ہیں، 'اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ' ایک افغان رہنما نے موجودہ جنگ کے شروع میں ایک بیان میں کہا تھا کہ یہ جنگ ہماری اور امریکہ کی نہیں بلکہ خدا اور امریکہ کی ہے، کیونکہ امارت اسلامی نے ایک طویل عرصے بعد خدا کی زمین پر خدا کا نظام نافذ کیا تھا جس سے وقت کے طاغوت کو اپنی جھوٹی خدائی کا پندار ٹوٹتا ہوا نظر آیا اور وہ باؤلا ہوکر پورے عالم کفر (نیٹو ممالک) کے لاؤلشکر جمع کرکے اسلامی نظام کے نونہال پودے کو پھلنے پھولنے سے پہلے ہی مسلنے کے لیے آدھمکا۔

یہ کام کل برٹش ایمپائر نے بھی کیا تھا کہ اسلامی خلافت کے آخری نشان ترکی کی عثمانی خلافت کو اس نے بے دین وسیکولر کمالیوں کے ہاتھ سے ختم کرایا تھا، تو پھر اس کی عالمی چودھراہٹ اور سامراجیت بھی زیادہ عرصے باقی نہیں رہی تھی، انیسویں صدی میں رنجیت سنگھ کی سکھا شاہی نے بھی سید احمد شہید کے اسلامی خلافت کے خواب کو چکنا چور کیا تھا تو اس کی سکھا شاہی بھی زیادہ دن باقی نہیں رہی تھی، اور یہی کام بحر اوقیانوس کے اس پار کے سفید ہاتھی نے کیا ہے تو اس کا برا انجام بھی نوشتہ دیوار ہے،

ندیم کی روح سے معذرت کے ساتھ۔

اس حال پہ ماضی کے سب آثار نثار	اس فتح پر پرویز کا دربار نثار
احرار نے شنگھائی سے واشنگٹن تک	وہ آگ جلائی ہے کہ گلزار نثار

نظارۂ وطن

مفتی محمد امجد حسین

سفر کندیاں وکالا باغ (قسط۱)

کیا سنائیں حالِ دل زارائے اداآوارگی میں ہم نے زمانے کی سیر کی

بندہ امجد راقم الحروف عیدالفطر کی چھٹیوں میں مؤرخہ ۸شوال ۷ستمبر کو کندیاں وکالا باغ (میانوالی) کے سفر پر گیا، یہ کل ۳۵ گھنٹے کا سفر تھا، بدھ کو دن ساڑھے دس بجے سفر کی دعائیں بطور توشہ سفر کے پڑھ کر اپنے ادارے سے روانہ ہوا تھا اور جمعرات کو بعد عشاء ساڑھے نو بجے بحمداللہ بعافیت واپس ادارے میں پہنچ چکا تھا، دعاؤں کا جو توشہ میں ساتھ لیکر چلا تھا اس میں وہ دعائیں جو میں نے خود پڑھی تھیں ان سے زیادہ اہم وہ دعائیں تھیں جو میری ماں سامانِ سفر کے طور پر میرے ساتھ روانہ کرتی ہیں، خواہ میں ایک فرلانگ کے سفر پر بھی جاؤں، سو اس سفر میں بھی عمر رسیدہ وکمر خمیدہ ماں کی نیک تمناؤں اور مضطربانہ دعاؤں کی یہ جمع پونجی میرے ساتھ تھی، اس روحانی توشہ کے علاوہ دورانِ سفر مطالعہ کے لئے ایک کتاب ''مواعظِ حکیم الامت''، ہاتھ میں، ایک چارخانے دار چادر کاندھے پر اور کرایہ وغیرہ سفری اخراجات کیلئے کچھ رقم ''بوجے'' میں تھی۔

زیارتِ مشائخ اور سیاحتِ وطن کی غرض سے کئے جانے والے اس سفر میں طے تو یہ ہوا تھا کہ مولوی حلیم الرحمان صاحب آف کرک (کوہاٹ) جو میرے والد صاحب کے رفیقِ خدمت اور ایک سعادت مند ساتھی ہیں، وہ میرے رفیقِ سفر اور ہم نوالہ وہم پیالہ ہونگے، لیکن ''تدبیر کند بندہ، تقدیر زند خندہ'' بوجوہ وہ نہ جاسکے، جبکہ پا بہ رکاب ہوکر میں نہ رک سکا، نتیجۃً میں اکیلے اس سفر پر روانہ ہوا، ویسے بھی عالم ارواح سے ہمارا شروع ہونے والا سفر، کہ یہ عالم ناسوت جس کا محض ایک مرحلہ اور پڑاؤ ہے اور آگے برزخ وآخرت تک نہ جانے کیا کیا مرحلے ہمیں ابھی اس سفر کے طے کرنا باقی ہیں ع ''صد بیاباں بگذشت ودیگر در پیش است''

یہ سفر بیشتر ہمیں اکیلے ہی طے کرنا ہے ''لتر کبن طبقاً عن طبق'' (الانشقاق)

ساڑھے گیارہ بجے موٹروے سٹاپ سے حاجی رب نواز پنڈی کوچز والوں کی (جن کی راولپنڈی سے کراچی کیلئے بھی بس سروس ہے) راولپنڈی ڈیرہ اسماعیل خان سروس کی بڑی ایئر کنڈیشن کوچ سے سفر شروع ہوا، میں بس کے آنے سے کچھ دیر پہلے ہی موٹروے سٹاپ پہنچا تھا۔

ایک گھنٹے میں بس بالکسر انٹر چینج پر پہنچی، یہاں موٹروے سے اتر کر تلہ گنگ روڈ پر ہولی، جو بالکسر سے

25 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، آدھا گھنٹہ میں لاری تلہ گنگ پہنچی، یہاں سے میانوالی 100 کلومیٹر سے کچھ زائد فاصلے پر ہے، تلہ گنگ سے میانوالی کا یہ درمیانی فاصلہ بس نے تقریباً دو گھنٹے میں طے کیا، جس میں سے راستہ میں آدھ گھنٹہ کا ہوٹل پر سٹاپ بھی کیا، جہاں نماز پڑھنے والوں نے نماز پڑھی اور کھانا کھایا یا ریفریشمنٹ کی۔

بالکسر سے تلہ گنگ اور تلہ گنگ سے میانوالی کو صاف اور سیدھی روڈ ہے، البتہ میانوالی سے (اندازاً 20، 25 کلومیٹر) پہلے پہاڑی سلسلہ ہے، جس میں بڑے بڑے موڑ اور کافی نشیب وفراز ہے، لیکن سڑک اس پہاڑی سلسلے میں بھی اچھی اور کھلی بنی ہوئی ہے، شاید قریبی چند سالوں میں اس روڈ پر اتنا اچھا اور عمدہ کام ہوا ہے اور اس پہاڑی درّے کی کانٹ چھانٹ بھی ہوئی ہے، یہ پہاڑی راستہ اندازاً 5,7 کلومیٹر کے لگ بھگ ہوگا۔

محل وقوع اور آب وہوا

میانوالی اور گردونواح کے یہ علاقے صحرائے تھل کا حصہ ہیں، تھل پنجاب کے دو ریگستانی علاقوں میں سے ایک علاقہ ہے، پنجاب کا دوسرا ریگستان چولستان (بہاول پور کے آس پاس پھیلا ہوا صحرائے تھر) ہے۔ جو دریائے سندھ کی نچلی جانب ہے، تھل سندھ ساگر دوآبہ کا حصہ ہے۔ [1]

یہ دوابہ دریائے جہلم اور دریائے سندھ کے درمیان واقع ہے، جس میں خطہ پوٹھوار کے اضلاع (راولپنڈی، اٹک، جہلم، چکوال) اور میانوالی اور گردونواح کا علاقہ شامل ہے، یہاں بارشیں کم ہوتی ہیں، جن علاقوں میں نہری نظام ہے وہ سرسبز وشاداب ہیں، باقی تھل کے ریگستان میں ریت ہی اڑتی ہے اور بنجر زمین واقع ہے، چنانچہ بالکسر سے میانوالی سفر کرتے ہوئے روڈ کے دونوں طرف دور تک اسی طرح بے آباد جھاڑ جنکار پر مشتمل زمین جابجا پھیلی ہوئی ہے۔

میانوالی اڈے میں بس نے ایک دو منٹ کا وقفہ کیا، کچھ سواریاں اتاریں پھر آگے روانہ ہوئی، میانوالی اڈے سے پہلے بڑے چوک میں چاروں طرف روڈ نکلتے ہیں، ایک تو یہی روڈ جو تلہ گنگ سے میانوالی پہنچتی ہے، جبکہ جنوب کی طرف جو روڈ جاتی ہے یہ آگے بھکر لیّہ، ڈیرہ اسماعیل خان کی طرف نکل جاتی ہے اس روڈ پر اڈے سے نکل کر تقریباً بیس کلومیٹر آگے جا کر کندیاں موڑ آتا ہے، اور شمال کی جانب جو سڑک ہے وہ کالا باغ، عیسیٰ خیل اور بنوں کی طرف جاتی ہے، اور کالا باغ سے کوہاٹ کو بھی روڈ جاتی ہے۔

کندیاں موڑ مُڑ کر اس روڈ پر چند کلومیٹر آگے کندیاں واقع ہے، جہاں خانقاہ سراجیہ قدیم اور تاریخی خانقاہ

---

[1] پورا پنجاب پانچ دوآبوں میں بٹا ہوا ہے (۱) جالندھر دوآبہ جو دریائے بیاس اور ستلج کا درمیانی علاقہ ہے (یہ اب مشرقی پنجاب کہلاتا ہے، اور بھارت سرکار کی قلمرو میں ہے) دوآبہ دو دریاؤں کے درمیانی علاقہ کو کہتے ہیں (۲) باری دوآبہ ستلج اور راوی کے درمیان کا علاقہ ہے (۳) رچنا دوآبہ دریائے راوی اور چناب کے درمیان کا علاقہ (۴) بچ دوآبہ راوی اور جہلم کے درمیان کا علاقہ (۵) سندھ ساگر دوآبہ جہلم اور سندھ کے درمیان کا علاقہ۔

ہے، خواجہ خان محمد صاحب علیہ الرحمہ مسلسل پچپن سال یہاں مسندِ ارشاد پر متمکن رہے، گزشتہ سال مئی 2010ء میں آپ واصل بحق ہوئے، کندیاں سے ہوکر آگے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے پر یہ روڈ دریائے سندھ پہ باندھے ہوئے مشہور بیراج ''چشمہ بیراج'' سے گزر کر ڈی آئی خان جاتی ہے۔

چشمہ بیراج

چشمہ بیراج کی لمبائی چار ہزار فٹ سے زیادہ ہے، اس کے باون بڑے آہنی گیٹ (سیل وے) ہیں، جن میں سے ہر گیٹ کی چوڑائی 60 فٹ تک ہے، یہاں بیراج سے چشمہ رائٹ بینک کینال کے نام سے موسوم نہر نکالی گئی ہے (اسے کچی کینال بھی کہتے ہیں) جو دریائے سندھ کے دائیں کنارے کوہ سلیمان کی وادیوں (ڈیرہ اسماعیل خان، ڈیرہ غازی خان وغیرہ) کو سیراب کرتی ہے، اس کے علاوہ چشمہ بیراج سے ''چشمہ جہلم لنک'' نہر نکلتی ہے جو لگ بھگ 100 کلومیٹر تک تھل سے گذرتی ہوئی دریائے جہلم میں جا گرتی ہے، اس طرح اس نہر کے ذریعے دریائے سندھ کا پانی دریائے جہلم میں پہنچایا جاتا ہے، پاکستان کا نہری نظام دنیا کا بہترین اور مثالی نہری نظام ہے، جس کے ذریعے دریائے سندھ اور باقی دریاؤں کا پانی ملک کے طول و عرض میں ہر طرف پہنچایا گیا ہے، جس سے زراعت کو بھی ترقی دی گئی ہے، اور بند باندھ کر، ڈیم بنا کر توانائی کی ملکی ضروریات پوری کرنے کا انتظام کیا گیا ہے، خصوصاً پنجاب و سندھ میں سفر کرتے ہوئے اس نہری نظام کے کرشمے لہلہاتی کھیتیوں اور آباد و شاداب زمینوں کی صورت میں جب اپنی بہار جانفزا دکھا رہے ہوتے ہیں، تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ پاک وطن کی سوہنی دھرتی کو قدم قدم آباد و شاداب رکھے، جس کو آج کل کسی کی نظر لگ گئی ہے یا ہماری انفرادی و اجتماعی بداعمالیاں اسے گھن کی طرح چاٹ رہی ہیں ''سوہنی دھرتی اللہ رکھے قدم قدم آباد''

میں چشمہ بیراج پر قائم پولیس چوکی پر اترا، یہاں سب گاڑیاں رکتی ہیں اور سواریاں اتر کر شناختی کارڈ وغیرہ چیک کراتی ہیں، جس کیلئے چوکی کے سامنے مشین لگی ہوئی ہے، شناختی کارڈ اس مشین (کیمرہ) کے سامنے سے گذارا جاتا ہے، اس مرحلہ سے گذر کر سواریاں دوبارہ گاڑی میں بیٹھتی ہیں اور گاڑی بیراج کو عبور کرتی ہے۔

اپنے وطن کے اس اہم بیراج اور دریائے سندھ کے میل بھر سے زیادہ چوڑے پھیلے ہوئے اس پاٹ کو دیکھنا بھی چونکہ میرے اس سفر کے اہداف میں شامل تھا، اور پھر یہاں سے واپس خانقاہ سراجیہ آنا تھا، جو چشمہ بیراج سے چند کلومیٹر پہلے ہے، اس لئے میں یہاں آ کر اترا، یہاں سے دریا اور بیراج کا نظارہ کیا، پھر دریا کے کنارے بیراج کے متصل قائم پرفضا ہوٹل میں (جہاں دریائے سندھ کی تلی ہوئی مچھلی دستیاب ہوتی ہے) دوپہر کے کھانے کی قضا تازہ تلی ہوئی مچھلی سے شادکام ہو کر کی۔ یہاں سے پانچ بجے کے لگ بھگ لوکل روٹ کی گاڑی سے واپس خانقاہ سراجیہ آیا۔

(جاری ہے............)

مقالات ومضامین

مفتی منظور احمد

تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط۱)

تجارت ایک ایسا پیشہ اور ذریعہ معاش ہے جس کو اختیار کرنے اور شرعی اصولوں کے مطابق چلانے میں بہت سے دنیاوی، دینی اور اخروی فوائد پائے جاتے ہیں اس وجہ سے انبیاء علیہم السلام بالخصوص خاتم الانبیاء ،حضور اقدس ﷺ نے تجارت کو اپنایا ہے، آپ کے بعد آپ کے متعدد صحابہ کرام، اور امت مسلمہ کے بہت سے جید ائمہ، علماء، مجتہدین اور صلحاء نے بھی تجارت کو بطور پیشہ کے اختیار کیا ہے۔ اس کا تذکرہ بھی اس وجہ سے مفید ہے کہ اس میں ہمارے لیے بہت سی رہنمائی پائی جاتی ہے، ان حضرات کی تجارت کو مدنظر رکھ کر ہم اپنی تجارت اور اپنے معاملات کو سنوار سکتے ہیں، اس وجہ سے ذیل میں اس کا کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔

انبیاء نے جہاں رزق کمانے کے لیے دوسرے پیشے اختیار کیے ہیں وہاں تجارت کو بھی اختیار کیا ہے جس کی تفصیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا پیشہ کھیتی باڑی تھا ،حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سیتے تھے، حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے، حضرت ہود علیہ السلام تاجر تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام بکریاں چراتے تھے، حضرت داود علیہ السلام زرہ سازی کا کام کرتے تھے، حضرت سلیمان علیہ السلام کھجور کے پتوں کی تجارت کرتے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام مزدوری کرتے تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیاحت کرتے تھے اور محمد ﷺ شجاع تھے ان کا رزق ان کے نیزے کے نیچے تھا (یعنی جہاد کر کے مال غنیمت سے اپنی ضروریات پوری کرتے تھے) (تاریخ مدینۃ دمشق: ج۷ص۴۴۳، ذکر آدم علیہ السلام۔ الناشر: دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ: الاولی:۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ہود اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے تجارت کو بطور پیشہ کے اختیار کیا ہے۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے جو معاش کے ذرائع اختیار فرمائے ہیں ان میں ایک تو بکریاں چرانا ہے ،آپ نے ایک تو بچپن میں حضرت حلیمہ سعدیہ کے ہاں اپنے رضاعی بہن بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرائیں ہیں، پھر جوانی میں آپ نے اجرت پر بکریاں چرائیں، چنانچہ صحیح مسلم کی روایت ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، وَنَحْنُ نَجْنِي الْكَبَاثَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَيْكُمْ

بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ ، قَالَ :فَقُلْنَا :يَا رَسُولَ اللهِ، كَأَنَّكَ رَعَيْتَ الْغَنَمَ، قَالَ :نَعَمْ، وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا أَوْ نَحْوَ هَذَا مِنَ الْقَوْلِ" (صحيح مسلم ،باب فضيلةالأسود من الكباث،حديث ۲۰۵۰)

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مرالظہر ان (مکہ کے قریب ایک جگہ) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیلو (ایک درخت) کا پھل توڑ رہے تھے،تو آپ نے فرمایا سیاہ پھل توڑو! ہم نے کہا: یارسول اللہ! لگتا ہے کہ آپ نے بکریاں چرائی ہیں،آپ نے فرمایا :ہاں،اور کوئی نبی ایسے نہیں گذرے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں،یا اس جیسی بات ارشاد فرمائی"

ایک دوسری روایت جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں یوں فرمایا:

"مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الغَنَمَ ، فَقَالَ أَصْحَابُهُ :وَأَنْتَ؟ فَقَالَ :نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ"(صحيح بخارى ، كتاب الاجارة،باب رعى الغنم على قراريط)

"اللہ تعالی نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں،اس پر صحابہ کرام نے عرض کیا: اور آپ نے بھی؟ (بکریاں چرائی ہیں) تو آپ نے فرمایا: جی ہاں میں اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط کے عوض چراتا تھا"

انبیاء علیہم السلام کے بکریاں چرانے میں منجملہ اور حکمتوں کے ایک اہم حکمت یہ ہے کہ انبیاء نے چونکہ دنیا کی گلہ بانی کرنی ہوتی ہے اس وجہ سے ان سے بکریاں چروا کر اس کی مشق کروائی جاتی ہے، کیونکہ جانوروں میں سے بکری ایسا جانور ہے جس کی گلہ بانی بہت مشکل ہوتی ہے۔

حضور اقدس ﷺ مکہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے جس کو قرآن کریم میں "وادی غیر ذی زرع" قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس کی پتھریلی اور ناہموار زمین پر زراعت اور کاشتکاری نہیں ہو سکتی تھی اس وجہ سے اہل مکہ کا پیشہ اور ذریعہ آمدن تجارت ہی تھی لوگ اپنے طور پر تجارت کر کے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات کو پورا کیا کرتے تھے، آپ ﷺ کے اجداد میں تیسری پشت میں ہاشم بن عبد مناف وہ شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قریش میں یہ دستور رائج کیا کہ سال میں دو مرتبہ تجارت کے قافلے روانہ ہوا کریں ،ایک موسم گرما میں دوسرا موسم سرما میں، موسم گرما میں شام کی طرف اور موسم سرما میں یمن کی طرف، چنانچہ اسی دستور کے مطابق ہر موسم میں تجارتی قافلہ روانہ ہوتا تھا۔ ہاشم بن عبد مناف ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہمسایہ ممالک اور قوموں سے تجارتی معاہدے کیے اور تجارتی قافلوں کے راستوں میں جو قومیں اور قبیلے رہتے تھے ان سے

امن معاہدے کیے، ان کے بیت اللہ کا پڑوسی اور اس کے خادم ہونے کی وجہ سے لوگ ان کا اور ان کے معاہدوں کا احترام کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کے تجارتی قافلے بے خوف وخطر آتے جاتے تھے، قریش کے انہی گرمی اور سردی کے تجارتی قافلوں اور امن وخوشحالی کا ذکر قرآن کریم کی ایک مستقل سورۃ کے اندر کیا گیا ہے اور اس سورۃ کا نام بھی ان کی نسبت سے سورۃ قریش ہی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

(لِـاِيلَافِ قُـرَيْـشٍ. اِيلَافِهِـمُ رِحْـلَةَ الشِّتَـاءِ وَالـصَّيُفِ. فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ. الَّذِى أَطْعَمَهُمُ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمُ مِنْ خَوُفٍ.)(سورة قريش: ۱۰۶، آية: ۱ تا ۴)

''چونکہ قریش کے لوگ عادی ہیں، یعنی سردی اور گرمی کے موسموں میں (یمن اور شام کے) سفر کے عادی ہیں، اس لیے انہیں چاہیے کہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں جس نے بھوک کی حالت میں انہیں کھانے کو دیا، اور بدامنی سے انہیں محفوظ رکھا''

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم اس سورت کا پس منظر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

جاہلیت کے زمانے میں، یعنی حضور اقدس ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے عرب میں قتل وغارتگری کا بازار گرم تھا، کوئی شخص آزادی اور امن کے ساتھ سفر نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ راستے میں چور، ڈاکو یا اس کے دشمن قبیلے کے لوگ اس کو مارنے اور لوٹنے کے درپے رہتے تھے، لیکن قریش کا قبیلہ چونکہ بیت اللہ کے پاس رہتا تھا، اور اسی قبیلے کے لوگ بیت اللہ کی خدمت کرتے تھے، اسی لیے سارے عرب کے لوگ ان کی عزت کرتے تھے اور جب وہ سفر کرتے تو کوئی انہیں لوٹتا نہیں تھا، اس وجہ سے قریش کے لوگوں کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی تجارت کی خاطر سردیوں میں یمن کا سفر کرتے تھے اور گرمیوں میں شام کو جایا کرتے تھے، اسی تجارت سے ان کا روزگار وابستہ تھا، اور اگرچہ مکہ مکرمہ میں نہ کھیت تھے نہ باغات لیکن انہی سفروں کی وجہ سے وہ خوشحالی کی زندگی گذارتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس سورت میں انہیں یاد دلا رہے ہیں کہ ان کو سارے عرب میں جو عزت حاصل ہے، اور جس کی وجہ سے وہ وہ سردی اور گرمی میں آزادی سے تجارتی سفر کرتے ہیں، یہ سب کچھ اس بیت اللہ کی برکت ہے کہ اس کے پڑوسی ہونے کی وجہ سے سب ان کا احترام کرتے ہیں۔ لہٰذا انہیں چاہیے کہ اس گھر کے مالک، یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں، اور بتوں کو پوجنا چھوڑ دیں، کیونکہ اسی گھر کی وجہ سے انہیں کھانے کو مل رہا ہے، اور اسی کی وجہ سے انہیں امن وامان کی نعمت ملی ہوئی ہے۔ اس میں یہ سبق دیا گیا ہے

کہ جس شخص کو کسی دینی خصوصیت کی وجہ سے دنیا میں کوئی نعمت میسر ہو، اسے دوسروں سے زیادہ اللہ کی عبادت اور اطاعت کرنی چاہیے (آسان ترجمہ قرآن ص۱۹۵۹، مکتبہ معارف القرآن کراچی)

قریش کو قریش کیوں کہا جاتا ہے اس کی ایک وجہ بھی یہ بیان کی گئی ہے کہ قریش کا معنی تاجر ہے کیونکہ قریش قرش سے ہے، جس کا معنی ہے کمانا اور جمع کرنا قریش بھی چونکہ تجارت کر کے اپنی ضروریات کو پورا کرتے تھے اس وجہ سے ان کا لقب قریش پڑ گیا (تفسیر القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، سورۃ قریش، ج۲۰ص۲۰۳)

گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ماحول میں آنکھ کھولی اس میں لوگوں کا عموماً ذریعہ معاش تجارت تھا، آپ کا قبیلہ قریش اور آپ کے خاندان کے بزرگ اور رشتہ دار اسی پیشے سے اپنی ضروریات اور اخراجات چلاتے تھے، اس وجہ سے آپ نے بھی اسی پیشے کو اختیار فرمایا جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

بارہ سال کی عمر میں آپ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ قریش کے قافلہ تجارت کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے یہ آپ ک پہلا سفر تجارت تھا، بصری پہنچ کر آپ کی ملاقات بحیرا راہب سے ہوئی جس نے آپ کے اندر نبوت کی علامات دیکھ کر آپ کے چچا ابو طالب سے آپ کو واپس بھیجنے کا مطالبہ کیا اور ابو طالب نے آپ کو حضرت ابو بکر اور حضرت بلال کے ہمراہ واپس بھیج دیا (سیرۃ المصطفیٰ ج اص ۸۸)

جب آپ کی عمر ۲۵ سال ہوئی تو آپ نے باقاعدہ اپنے آباء واجداد کے پیشے تجارت کو اختیار کیا، اور اس کی مختلف اقسام اور صورتوں کو اپنایا۔

تجارت کی ایک قسم شرکت ہے چنانچہ آپ نے تجارت میں شرکت کو بھی اختیار کیا، آپ نے کئی لوگوں کے ساتھ شرکت کی ہے، قریش کے ایک بڑے تاجر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو شروع ہی سے آپ کی کاروباری صداقت اور امانت کے گرویدہ تھے، کبھی کبھی وہ تجارتی سفر میں آپ کے ساتھ ہوتے تھے، وہ آپ کے ساتھ کاروبار میں شریک رہے ہیں (سیرۃ احمد مجتبیٰ ج اص ۱۰۵، بحوالہ پیغمبر اسلام اور تجارت ص ۱۳۷، حکیم محمود احمد ظفر)

آپ نے حضرت عبد اللہ بن السائب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی شرکت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں، میں آپ کا شریک تجارت تھا جب میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: مجھے پہچانتے ہو؟ میں عرض کیا کیوں نہیں:

”کنت شریکی، فنعم الشریک، لا تداری ولا تماری“ (المعجم الأوسط للطبرانی ج ا ص ۲۶۸ حدیث: ۸۷۱، من اسمه احمد)

”آپ میرے شریک تھے، نہ کسی بات کو ٹالتے، اور نہ کسی بات پر جھگڑا کرتے“۔

ایک روایت کے مطابق آپ کے شریک حضرت سائب بن السائب رضی اللہ عنہ تھے، جن کا واقعہ یوں نقل کیا گیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو لوگ میری تعریف اور میرا تذکرہ کرنے لگے تو اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس کو تم سے اچھی طرح جانتا ہوں، تو میں نے کہا:

''صَدَقْتَ بِأَبِی أَنْتَ وَأُمِّی : كُنْتَ شَرِيكِى فَنِعْمَ الشَّرِيكُ، كُنْتَ لَا تُدَارِى، وَلَا تُمَارِى'' (سنن ابی داود ،باب فی کراهية المراء ، ج۴ ص ۲۶۰ ،حدیث: ۴۸۳۶)

''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ،آپ نے سچ فرمایا ،آپ میرے شریک تھے اور بہترین شریک تھے، نہ آپ ٹال مٹول فرماتے اور نہ لڑائی جھگڑا کرتے تھے''

جبکہ ایک روایت کے مطابق شریک کا نام قیس بن السائب تھا (نصب الرایہ، کتاب الشرکۃ، ج۳ ص ۴۷۴)

بعض حضرات نے آپ کے سگے تایا حضرت زبیر بن عبدالمطلب ، جو مکہ کے مشہور تاجروں میں سے تھے، ان کو بھی آپ کا شریک قرار دیا ہے (پیغمبر اسلام اور تجارت ص ۱۳۷)

ان روایات سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ حضور اقدس ﷺ نے مختلف لوگوں کے ساتھ شرکت کی ہے، وہاں آپ کی شرکت کی دو صفات بھی سامنے آئی ہیں ایک یہ کہ آپ لین دین میں یا کسی دوسرے معاملے میں ٹال مٹول سے کام نہیں لیتے تھے، بلکہ کسی کا حق دینے میں، نفع کے لین دین میں یا شرکت کے دوسرے کاموں کو بروقت ادا کرتے تھے۔ دوسری یہ کہ آپ کاروبار میں کسی بات پر شریک کے ساتھ لڑائی جھگڑا نہیں کرتے تھے۔ اور یہ دو صفات ایسی ہیں کہ یہ ہماری اور تجارت شرکت میں پیدا ہو جائیں تو کاروبار اور شرکاء کے جو مسائل عموماً درپیش ہوتے ہیں وہ کافی حد تک حل ہو سکتے ہیں، آج کل شریک کو صحیح نفع نہ بتانا اور جو بتایا اسے ادا نہ کرنا یا ادائیگی میں ٹال مٹول کر کے تاخیر کرتے رہنا، دوسروں کے حقوق ادا کرنے اور اپنے کاموں اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ٹال مٹول کرنا ایک معمول بن چکا ہے جس کی وجہ سے لوگوں کا کاروباری حضرات پر اعتماد بالکل ختم ہو کر رہ گیا ہے وہ کاروبار میں اسی وجہ سے رقم لگاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ اسی طرح دو آدمی مل کر ایک کاروبار شروع کرتے ہیں لیکن معمولی معمولی باتوں پر جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے کاروبار بھی تباہ ہو جاتا ہے، اور نوبت ایک دوسرے کی جان کی دشمنی تک پہنچ جاتی ہے، پھر عدالتوں کے چکر شروع ہو جاتے ہیں جو زندگی بھر چلتے ہیں اور پھر یہ دشمنی اگلی نسلوں تک منتقل ہو جاتی ہے۔

حضور اقدس ﷺ کے عمل کی اقتدا کر کے شراکت داری اور کاروبار کی ان خرابیوں سے بچا جا سکتا ہے (جاری ہے)

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (قسط۱۱)

(چند شبہات کا ازالہ)

اللہ کے ذکر یا اللہ کی محبت پر جمع ہونے والوں کی فضیلت

علامہ منذری رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ:

عن يمين الرحمن وكلتا يديه يمين رجال ليسوا بأنبياء ولا شهداء يغشى بياض وجوههم نظر الناظرين يغبطهم النبيون والشهداء بمقعدهم وقربهم من الله عز وجل،قيل يا رسول الله من هم قال هم جماع من نوازع القبائل يجتمعون على ذكر الله فينتقون أطايب الكلام كما ينتقى آكل التمر أطايبه(الترغيب والترهيب ، ج۲،ص ۲۶۱، رقم الحديث ۲۳۲۶) [۱]

ترجمہ: رحمٰن کی دائیں جانب، اور رحمٰن کی تو دونوں جانبیں دائیں ہی ہیں (کہ رب تعالیٰ جہات سے منزہ ہیں) کچھ ایسے لوگ ہونگے، جو کہ نہ تو نبی ہونگے، اور نہ شہید، ان کے چہروں کی رونق ونورانیت دیکھنے والوں کی نظر کو ڈھانپ لے گی، ان کی نشست اور اللہ عزوجل کے قرب سے نبی اور شہید بھی رشک کریں گے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہونگے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مختلف اجنبی قوم، قبیلوں کے لوگ ہونگے، جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے جمع ہوتے ہیں، اور وہ اچھے کلام کو چُنتے ہیں، جس طرح کہ کھجور کھانے والا اچھی کھجوروں کو چُنتا ہے (ترجمہ ختم)

اور علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ:

ليبعثن الله أقواما يوم القيامة في وجوههم النور، على منابر اللؤلؤ، يغبطهم

---

[۱] **قال المنذري: رواه الطبراني وإسناده مقارب لا بأس به جماع بضم الجيم وتشديد الميم أي أخلاط من قبائل شتى ومواضع مختلفة.ونوازع جمع نازع وهو الغريب ومعناه أنهم لم يجتمعوا لقرابة بينهم ولا نسب ولا معرفة وإنما اجتمعوا لذكر الله لا غير.**

الناس، ليسوا بأنبياء ولا شهداء ."قال :فجثا أعرابي على ركبتيه فقال :يا رسول الله، حلهم لنا نعرفهم.قال :هم المتحابون في الله، من قبائل شتى، وبلاد شتى، يجتمعون على ذكر الله يذكرونه (مجمع الزوائد،رقم الحديث ۱۶۷۷۰ ،ج۱۰،ص۷۷) [1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو اس حال میں اٹھائیں گے کہ ان کے چہروں پر نور ہوگا، اور وہ موتیوں کے منبروں پر ہونگے، جن پر لوگ رشک کریں گے، وہ نہ نبی ہونگے، اور نہ شہید ہونگے، تو ایک اعرابی گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا، اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ہمارے لئے ان کی وضاحت فرمایئے، تاکہ ہم انہیں پہچان سکیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہیں کہ جو مختلف قبیلوں، اور مختلف شہروں سے تعلق رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ذکر پر جمع ہوتے ہوں، تاکہ اللہ کا ذکر کریں (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے اجتماعی مجالسِ ذکر کے مدعی حضرات نے یہ دلیل پکڑی ہے کہ ان احادیث میں جمع ہوکر ذکر کرنے والوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے، جس سے اجتماعی مجالسِ ذکر کا ثبوت ہوتا ہے۔

مگر اولاً تو امام طبرانی رحمہ اللہ کے حوالہ سے مذکورہ الفاظ کے ساتھ یہ احادیث دستیاب نہیں ہوسکیں، بلکہ امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ کی سند سے جو الفاظ روایت کئے ہیں، ان سے یہ فضیلت اللہ عزوجل کے لئے محبت کرنے والوں کے حق میں ثابت ہے۔

چنانچہ امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :الْمُتَحَابُّونَ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي ظِلِّ اللّٰهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ، عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، يَفْزَعُ النَّاسُ وَلَا يَفْزَعُونَ، إِذَا أَرَادَ اللّٰـهُ عَزَّ وَجَلَّ بِأَهْلِ الْأَرْضِ عَذَابًا ذَكَرَهُمْ، فَصَرَفَ الْعَذَابَ عَنْهُمْ بِذِكْرِهِ إِيَّاهُمْ(المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث ۱۳۲۸)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ اللہ عزوجل کے لئے محبت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے (عرش کے) سایہ میں ہونگے، جس دن اللہ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، نور کے منبروں پر ہونگے، لوگ گھبرائے ہونگے، اور یہ گھبراہٹ میں

---

[1] قال الهيثمي:رواه الطبراني، وإسناده حسن.

مبتلا نہیں ہونگے، جب اللہ عزوجل زمین والوں پر عذاب کا ارادہ فرماتے ہیں، تو ان لوگوں کا خیال فرماتے ہیں، اور ان کے خیال کی وجہ سے عذاب ہٹا لیتے ہیں (ترجمہ ختم)

جس سے معلوم ہوا کہ یہ فضیلت اللہ کے لئے محبت کرنے والوں، اور مختلف قبائل وعلاقوں سے تعلق رکھنے کے باوجود تعصب وعصبیت چھوڑ کر محض ایمان واسلام کی نسبت سے ایک دوسرے سے محبت اور اتفاق واتحاد رکھنے والوں کے لئے ہے۔

اس کے علاوہ امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا يُجْلِسُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ ,يَغْشَى وجُوهَهُمُ النُّورُ ,وَيُلْقَى عَنْهُمُ السَّيِّئَاتُ حَتَّى يَفْرَغَ اللَّهُ مِنْ حِسَابِ الْخَلَائِقِ قِيلَ :مَنْ هُمْ؟ قَالَ :الْـمُتَحَابُّونَ فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ٨٢٦) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کچھ بندوں کو قیامت کے دن نور کے منبروں پر بٹھلائیں گے، ان کے چہروں کو نور ڈھانپ لے گا، اور ان سے برائیوں (اور قیامت کی سختیوں) کو ہٹا لیا جائے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے حساب سے فارغ ہو جائیں، عرض کیا گیا کہ وہ کون لوگ ہونگے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے لئے محبت کرنے والے (ترجمہ ختم)

اور امام طبرانی رحمہ اللہ نے شہر بن حوشب کی سند سے حضرت مالک یا ابومالک رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ:

لَقَدْ عَلِمْتُ أَقْوَامًا مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ كَأَنَّهُمْ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، أَقْوَامٌ مِنْ قَبَائِلَ شَتَّى يَتَحَابُّونَ فِي اللهِ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٣٤٣٥)

ترجمہ: میں ایک ایسی قوم کو جانتا ہوں، جو نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء، ان پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے، گویا کہ وہ اللہ عزوجل کی طرف سے (مخصوص لوگ) ہیں، جو مختلف قبیلوں سے تعلق رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے لئے باہم محبت رکھتے ہیں (ترجمہ ختم)

---

[1] قال المنذری: رواه الطبرانی بإسناد جيد (الترغيب والترهيب، ج۴، ص۱۲)

اور امام ابو یعلیٰ موصلی رحمہ اللہ نے یہ حدیث ان الفاظ میں نقل کی ہے کہ:

قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَقْوَامًا لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللَّهِ .فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ حَجْرَةِ الْقَوْمِ أَعْرَابِيٌّ قَالَ :وَكَانَ يُعْجِبُنَا إِذَا شَهِدْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكُونَ فِينَا الْأَعْرَابِيُّ لِأَنَّهُمْ يَجْتَرِئُونَ أَنْ يَسْأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَجْتَرِءُ، فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَمِّهِمْ لَنَا؟ قَالَ :فَرَأَيْنَا وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ .قَالَ :هُمْ نَاسٌ مِنْ قَبَائِلَ شَتَّى يَتَحَابُّونَ فِي اللَّهِ، وَاللَّهِ إِنَّ وُجُوهَهُمْ لَنُورٌ، وَإِنَّهُمْ لَعَلَى نُورٍ، مَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنُوا (مسند أبی یعلی، رقم الحدیث ۶۸۴۲) [1]

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں کہ وہ نہ نبی ہیں، اور نہ شہداء، اور ان کے اللہ عزوجل کے نزدیک مقام سے انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے، حاضرینِ مجلس میں سے ایک اعرابی نے عرض کیا اور ہمیں یہ بات پسند تھی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوں، تو ہم میں اعرابی موجود ہو، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے کی جرأت کر لیتے تھے، اور ہم جرأت نہیں کرتے تھے، تو اس اعرابی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے سامنے ان کی علامت بیان کیجئے، تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو دیکھا، کہ آپ پر خوشی وطمانیت کی ایک خاص کیفیت طاری ہو چکی ہے، اور فرمایا کہ وہ مختلف قبیلوں کے لوگ ہیں، جو اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں، اللہ کی قسم ان کے چہرے نور والے ہونگے، اور وہ نور کے اوپر ہونگے، جب (قیامت کے دن) لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے، تو ان کو کوئی خوف نہیں ہوگا، اور جب لوگ غمگین ہونگے، تو یہ غمگین نہیں ہونگے (ترجمہ ختم)

اور شہر بن حوشب کی سند سے حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " :إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: قَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَحَابُّونَ مِنْ أَجْلِي، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَصَافُّونَ مِنْ أَجْلِي، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَزَاوَرُونَ مِنْ أَجْلِي، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ

---

[1] قال الهيثمي:رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح غير حوشب، وقد وثقه غير واحد(مجمع الزوائد،باب أي المتحابين أفضل وأحب إلى الله)

يَتَبَاذَلُونَ مِنْ أَجْلِي، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَنَاصَرُونَ مِنْ أَجْلِي "(مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۴۳۸) ؎۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ میری محبت ان لوگوں کے لئے حق ہے، جو میری وجہ سے محبت کرتے ہیں، اور میری محبت ان لوگوں کے لئے حق ہے، جو میری وجہ سے ایک دوسرے کے صف بصف کھڑے ہوتے ہیں، اور میری محبت ان لوگوں کے لئے حق ہے، جو میری وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں، اور میری محبت ان لوگوں کے لئے حق ہے، جو میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں، اور میری محبت ان لوگوں کے لئے حق ہے، جو میری وجہ سے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں (ترجمہ ختم)

حضرت ابومسلم خولانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

سَـمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " :الْـمُتَحَابُّونَ فِي اللهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ . "قَالَ :فَخَرَجْتُ حَتَّى

؎۱ فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد ضعيف لضعف شَهْر وهو ابن حوشب، وبقية رجاله ثقات .هاشم :هو ابنُ القاسم أبو النضر، وعبدُ الحميد :هو ابن بَهْرام صاحب شَهْر بن حوشب، وأبو طَيْبَة- ويقال :أبو ظَبْيَة، وهو أصحُّ فيما ذكر الحافظ في "التقريب -"هو السُلَفي الكَلاَعي، وشُرَحْبيل بن السِّمط - وليس من رجال الإسناد -هو الكندى الشامى .وأخرجه ابن المبارك فى "مسنده"(۹)وفى "الزهد(۷۱۶)"وعبدُ بنُ حميد(۳۰۴)مطولاً مع الذى بعده عن أحمد بن يونس، كلاهما عن عبد الحميد بن بهرام، بهذا الإسناد .وأخرجه الطبرانى فى "الأوسط "بسند لا يفرح به(۹۰۷۶)و"الصغير(۱۰۹۵)" عن مسلمة بن جابر اللخمى، عن منبه بن عثمان، والبيهقى فى "شعب الإيمان (۸۹۹۶)"من طريق عبد الله بن محمد بن أبى مريم، عن عمرو بن أبى سلمة، عن صدقة بن عبد الله، كلاهما عن الوَضِين بن عطاء ، عن محفوظ بن علقمة، عن عبد الرحمن بن عائذ، أن شُرَحبيل بن السِّمط قال لعمرو بن عبسة ....ومسلمة بن جابر اللخمى مجهول الحال، وعبد الله بن محمد بن أبى مريم -وهو عبد الله بن محمد بن سعيد بن أبى مريم -يحدث بالبواطيل .وعمرو بن أبى سلمة، وصدقة بن عبد الله، ضعيفان .وأورده المنذرى فى "الترغيب والترهيب (۴۴۴۱)"وقال :رواه أحمد، ورواته ثقات !والطبرانى فى الثلاثة .واللفظ له .قلنا: ورد عنده بلفظ "يتصادقون "بدل "يَتَصافَوْنَ ."وهو فى القسم المفقود من "المعجم الكبير ."وأورده الهيثمى فى "مجمع الزوائد۲۷۹/۱۰ " وقال :رواه الطبرانى فى الثلاثة، وأحمد بنحوه، ورجال أحمد ثقات !وفى الباب عن معاذ بن جبل عن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يأثر عن الله عز وجل قال" :وجبت محبتى للذين يتحابُّون فى، ويتجالسون فىّ، ويتباذلون فىَّ ."سيرد۲۲۹/۵و۲۳۹و۲۴۷وعن العرباض بن سارية بلفظ "المتحابُّون بجلالى فى ظل عرشى يوم لا ظلّ إلا ظلى ."سلف برقم(۱۷۱۵۸)وذكرنا هناك بقية أحاديث الباب.وانظر حديث أبى هريرة(۷۲۳۲)و(۷۹۱۹)وأبى سعيد(۱۱۸۲۹)

لَقِيتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَذَكَرْتُ لَهُ حَدِيثَ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ فَقَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي عَنْ رَبِّهِ يَقُولُ " :حَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ، وَالْمُتَحَابُّونَ فِي اللهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ(مسنداحمد، رقم الحديث ۲۲۰۶۴،باسناد صحيح)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا کہ اللہ کے لئے محبت کرنے والے نور کے منبروں پر ہونگے عرش کے سایہ میں، جس دن عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، حضرت ابو مسلم خولانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، اور میں نے ان سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں ذکر کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے رب تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ میری محبت اُن لوگوں کے حق میں واجب ہوگئی، جو میرے لئے محبت کرتے ہیں، اور میرے لئے خرچ کرتے ہیں، اور میرے لئے ملاقات کرتے ہیں، اور اللہ کے لئے محبت کرنے والے نور کے منبروں پر عرش کے سایہ میں ہونگے، جس دن عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا (ترجمہ ختم)

اور حضرت حارث بن عمیرہ سے روایت ہے کہ:

قَدِمْتُ مِنَ الشَّامِ إِلَى الْمَدِينَةِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ، فَسَمِعْتُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ :الْمُتَحَابُّونَ فِي اللَّهِ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَغْبِطُهُمُ الشُّهَدَاءُ (مستدرک حاكم، رقم الحديث ۸۲۹۶)

ترجمہ: میں شام سے مدینہ کی طرف علمِ دین کی طلب میں حاضر ہوا، تو میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ کے لئے محبت کرنے والوں کے لئے قیامت کے دن نور کے منبر ہونگے، جن پر شہداء بھی رشک کریں گے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ یہ فضیلت اللہ عزوجل کے لئے محبت کرنے والوں کے حق میں وارِد ہے۔

﴿بقیہ صفحہ ۵۰ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

بسلسلہ: تاریخی معلومات — مولانا طارق محمود

ماہِ شوال: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

☐......ماہِ شوال ۴۵۱ھ: میں حضرت ابوالفوارس طراد بن محمد بن علی بن حسن بن محمد قرشی عباسی ہاشمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۳۹)

☐......ماہِ شوال ۴۵۳ھ: میں نصر الدولہ احمد بن مروان بن دوستک کردی کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ص۱۱۸)

☐......ماہِ شوال ۴۵۵ھ: میں حضرت ابونصر زہیر بن حسن بن علی سرخسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۱۳۴)

☐......ماہِ شوال ۴۵۶ھ: میں حضرت ابوالقاسم سراج بن عبداللہ بن سراج اموی اندلسی قرطبی مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۱۷۹)

☐......ماہِ شوال ۴۵۸ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن ابی الطیب عبداللہ بن احمد نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۱۷۳)

☐......ماہِ شوال ۴۵۸ھ: میں حضرت ابوعاصم محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن عبداللہ بن عباد عبادی ہروی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۱۸۱)

☐......ماہِ شوال ۴۵۹ھ: میں حضرت ابوتمام علی بن محمد بن حسن بن یزداد بغدادی واسطی معتزلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۲۱۳)

☐......ماہِ شوال ۴۶۴ھ: میں حضرت ابوالحسن جابر بن یاسین بن حسن بن محمد بن احمد بن محمویہ عطار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۲۴۶)

☐......ماہِ شوال ۴۶۵ھ: میں حضرت ابوالغنائم عبدالصمد بن علی بن محمد بن حسن بن فضل بن مامون بن رشید ہاشمی عباسی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۲۲۲)

☐......ماہِ شوال ۴۶۷ھ: میں حضرت ابوالحسن عبدالرحمٰن بن محمد بن مظفر بن محمد بن داؤد بن احمد بن معاذ داوودی بوشنجی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۲۲۶)

□......ماہِ شوال ۴۶۹ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عیسیٰ بن محمد بن منظور بن عبداللہ بن منظور قیسی اشبیلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۹۰)

□......ماہِ شوال ۴۷۰ھ: میں حضرت ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ عبدی اصبہانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۳۵۴)

□......ماہِ شوال ۴۷۲ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابی مسعود عبدالعزیز فارسی ہروی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۳۷۷)

□......ماہِ شوال ۴۷۴ھ: میں نورالدولہ دبیس بن علی بن مزید اسدی کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص۵۵۷)

□......ماہِ شوال ۴۷۵ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن احمد بن علی اصبہانی سمسار رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۴۸۴)

□......ماہِ شوال ۴۷۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن شریح بن احمد بن شریح بن یوسف رعینی اشبیلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۵۵۵)

□......ماہِ شوال ۴۷۷ھ: میں حضرت ابوجعفر احمد بن محمد قرطبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۵۶۴)

□......ماہِ شوال ۴۷۸ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن اسماعیل بن محمد بن خزرج لخمی اشبیلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۴۸۹)

□......ماہِ شوال ۴۷۸ھ: میں حضرت ابوسعد عبدالرحمٰن بن مامون بن علی بن محمد ابیوردی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص۱۸۷)

□......ماہِ شوال ۴۸۰ھ: میں حضرت ابوالفضل عبداللہ بن حسین مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۴۹۵)

□......ماہِ شوال ۴۸۳ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن اسماعیل بن محمد بن سری بن بنون تفلیسی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۱۲)

□......ماہِ شوال ۴۸۵ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن خلف بن سعید بن وہب اندلسی مریی ابن المرابط رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص۶۷)

□......ماہِ شوال ۴۸۶ھ: میں حضرت ابوعلی یعقوب بن ابراہیم بن احمد بن سطور اعکبری حنبلی رحمہ

اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۹۴)

□...... ماہِ شوال ۴۸۶ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن محمد بن محمد بن محمد بن یحییٰ بن شعیب شیبانی انباری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۸ ص ۶۰۶)

□...... ماہِ شوال ۴۹۲ھ: میں حضرت ابوالعباس مکی بن عبدالسلام بن حسین رمیلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الحفاظ للسیوطی ص ۴۴۹)

□...... ماہِ شوال ۴۹۳ھ: میں ابومنصور محمد بن وزیر فخر الدولہ محمد بن محمد بن جہیر کی وفات ہوئی۔
(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۱۷۶)

□...... ماہِ شوال ۴۹۴ھ: میں حضرت ابواحمد منصور بن بکر بن محمد بن علی بن محمد بن حید بن عبدالجبار نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۱۸۲)

□...... ماہِ شوال ۴۹۸ھ: میں حضرت ابوعلی احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن حسن بردانی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۲۲۱، طبقات الحفاظ للسیوطی ص ۴۵۰، تذکرۃ الحفاظ ۴ص ۲۲)

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت

مفتی محمد رضوان

والدین کے ساتھ صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کا وبال (قسط۲)

والدین کو بے جا تکلیف پہنچانے اور نافرمانی کا وبال

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الکَبَائِرِ، قَالَ :الإِشْرَاکُ بِاللّٰہِ، وَعُقُوْقُ الوَالِدَیْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَشَھَادَۃُ الزُّوْرِ (بخاری، رقم الحدیث ۲۶۵۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، اور والدین کی نافرمانی کرنا، اور جان کو قتل کرنا، اور جھوٹی گواہی دینا (ترجمہ ختم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ أَعْرَابِیٌّ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، مَا الکَبَائِرُ؟ قَالَ :اَلْإِشْرَاکُ بِاللّٰہِ قَالَ:ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ :ثُمَّ عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ

(بخاری،رقم الحدیث ۶۹۲۰، کتاب استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم)

ترجمہ: ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اس نے کہا پھر کون سا گناہ کبیرہ ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والدین کی نافرمانی کرنا (ترجمہ ختم)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔

(ملاحظہ ہو: ترمذی، حدیث نمبر ۱۹۰۱ عن ابی بکرۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنَّانٌ،وَلَا عَاقٌّ وَالِدَیْہِ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ (مسند احمد، رقم الحدیث ۶۸۸۲)

ترجمہ: احسان جتلانے والا، والدین کا نافرمان اور شراب خور جنت میں داخل نہ ہوگا (ترجمہ ختم)

اسی قسم کی حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے (مسند احمد، حدیث نمبر۱۱۲۲۲)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :ثَلَاثٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ :الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ -الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ -، وَالدَّيُّوثُ ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ :الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ ، وَالْمُدْمِنُ الْخَمْرَ، وَالْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَى (مسند احمد، حدیث نمبر ۶۱۸۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہونگے، اور اللہ تعالیٰ ان کی طرف قیامت کے دن نظرِ (رحمت) نہیں فرمائیں گے، ایک تو والدین کا نافرمان، دوسرے مردانہ عورت (چال ڈھال، وضع قطع میں مردانہ پن اختیار کرنے والی فیشن ایبل عورتیں) اور تیسرے دیوث، اور تین آدمیوں کی طرف اللہ تعالیٰ نظرِ (رحمت) نہیں فرمائیں گے، ایک والدین کا نافرمان، اور دوسرے شراب کا عادی، اور تیسرے (صدقہ خیرات وغیرہ) دے کر احسان جتلانے والا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ : مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْعَاقُّ ، وَالدَّيُّوثُ "، الَّذِي يُقِرُّ فِي أَهْلِهِ الْخَبَثَ (مسند احمد، رقم الحديث ۵۳۷۲،باسناد صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے، ایک شراب کا عادی، اور دوسرے والدین کا نافرمان، اور تیسرے دیوث جو اپنے گھر والوں میں خبث (زنا اور بے حیائی کے کاموں) کو باقی رکھے (ترجمہ ختم)

خبث سے مراد زنا اور اس کے مقدمات اور بے حیائی و بے غیرتی والے افعال ہیں، اور جو شخص اپنی بیوی، باندی وغیرہ محارم کو ان کاموں میں مبتلا دیکھے، اور ان پر مؤثر و معقول روک ٹوک نہ کرے، وہ شریعت کی نظر میں دیوث کہلاتا ہے (كذافي: مرقاة المفاتيح، ج۶ ص ۲۹۳۰، باب بيان الخمر ووعيد شاربها)

احادیث میں جو والدین کے عقوق یا عاق کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، اس سے مراد قطع رحمی ہے، جس سے مراد والدین کو بے جا غیر معمولی تکلیف پہنچانا اور ان کی شرعی حدود میں رہتے ہوئے نافرمانی کرنا ہے،

اور ہماری زبان میں اس کا عام طور پر ترجمہ نافرمان سے کیا جاتا ہے۔ [1]

[1] قوله :(وعقوق الوالدين) ، العقوق من العق، وهو :القطع، وذكر الأزهرى أنه يقال :عق والده يعقه، بضم العين :عقا وعقوقا إذا قطعه، والعاق اسم فاعل، ويجمع على عققة، بفتح الحروف كلها، و :عقق، بضم العين والقاف .وقال صاحب (المحكم) : رجل عقق وعقوق وعق وعاق، بمعنى واحد .والعاق هو الذى شق عصا الطاعة لوالديه وقال النووى :هذا قول أهل اللغة .وأما حقيقة العقوق المحرم شرعا فقل من ضبطه، وقد قال الشيخ الإمام أبو محمد بن عبد السلام :لم أقف فى عقوق الوالدين وفيما يختصان به من العقوق على ضابط اعتمد عليه، فإنه لا يجب طاعتهما فى كل ما يأمران به ولا ينهيان عنه باتفاق العلماء ، وقد حرم على الولد الجهاد بغير إذنهما لما يشق عليهما من توقع قتله أو قطع عضو من أعضائه ولشدة تفجعهما على ذلك،، وقد ألحق بذلك كل سفر يخافان فيه على نفسه أو عضو من أعضائه .وقال الشيخ أبو عمرو بن الصلاح فى (فتاويه) : العقوق المحرم كل فعل يتأذى به الوالدان تأذيا ليس بالهين مع كونه ليس من الأفعال الواجبة، قال :وربما قيل :طاعة الوالدين واجبة فى كل ما ليس بمعصية، ومخالفة أمرهما فى ذلك عقوق، وقد أوجب كثير من العلماء طاعتهما فى الشبهات، وليس قول من قال من علمائنا :يجوز له السفر فى طلب العلم وفى التجارة بغير إذنهما مخالفا لما ذكرته، فإن هذا كلام مطلق، وفيما ذكرته بيان لتقييد ذلك المطلق(عمدة القارى، ج۱۳ ص ۲۱۶، كتاب الشهادات،باب ما قيل فى شهادة الزور)

باب عقوق الوالدين من الكبائر:أى :هذا باب فى بيان أن عقوق الوالدين من الكبائر، وقال بعضهم :باب، التنوين .قلت :لا يصح بالتنوين إلا بشىء مقدر لأن شرط الإعراب التركيب .والعقوق مشتق من العق وهو الشق والقطع، وقد فرق الجوهرى بين مصدر قوله :عق عن ولده، وبين مصدر :عق والده، فقال :وعق عن ولده يعق عقا إذا ذبح عنه يوم أسبوعه، وكذلك إذا حلق عقيقته، وعق والده عقوقا ومعقة فهو عاق وعقق والجمع عققة .مثل كفرة .وأما صاحب (المحكم) فصدر كلامه بالتسوية بينهما، وقال :عقه يعقه عقا فهو معقق وعقيق شقه، قال :وعق عن ابنه يعق ويعق حلق عقيقته أو ذبح عنه شاة، واسم تلك الشاة :العقيقة قال: وعق والده يعقه عقوقا شق عصا طاعته، قال :ورجل عقق وعقق وعق وعاق، وقال ابن الأثير :عق والده إذا آذاه وعصاه وخرج عليه، قال :وهو ضد البر، وقال ابن دقيق العيد :ضبط الواجب من الطاعة لهما والمحرم من العوق ما لهما فيه عسر .ورتب العقوق مختلفة، وقال ابن عبد السلام :لم أقف فى عقوق الوالدين ولا فيما يختصان به من الحقوق على ضابط اعتمد عليه، فأيما يحرم فى حق الأجانب فهو حرام فى حقهما وما يجب للأجانب فهو واجب لهما، ولا يجب على الولد طاعتهما فى كل ما يأمران به ولا فى كل ما ينهيان عنه باتفاق العلماء ، وقال الشيخ تفى الدين السبكى :إن ضابط العقوق إيذاؤهما بأى نوع كان من أنواع الأذى . قل أو كثر، نهيا عنه أو لم ينهيا أو يخالفهما فيما يأمران أو ينهيان بشرط انتفاء المعصية فى الكل، وحكى قول الغزالى :أن أكثر العلماء على وجوب طاعتهما فى الشبهات، ووافقهما عليه، وحكى قول الطرطوسى من المالكية :أنهما إذا نهياه عن سنية راتبة المرة بعد المرة أطاعهما، وإن كان ذلك على الدوام فلا طاعة لهما فيه لما فيه من إماتة الشرع، ووافقه على ذلك أيضا(عمدة القارى، ج۲۲ ص۸۶، كتاب الادب)

المراد من العقوق عقوق الوالدين أو أحدهما، وهو من الكبائر، مأخوذ من العق .وهو لغة القطع والمخالفة، وشرعاً قيل ضابطه أن تعصيه فى جائز وليس هذا الإطلاق بمرضىّ؛ وقال بعضهم :طالما بحثت عن ضابطه فلم أجده، والذى آل إليه كلام أئمتنا أن ضابطه أن يفعل معه ما يتأذى به تأذياً ليس بالهين، لكن هل المراد بقولهم ليس بالهين بالنسبة للوالد حتى أن ما تأذى به كثيراً وهو عرفاً بخلاف ذلك كبيرة، أو بالنسبة للعرف فما عده أهله مما لا يتأذى به كثيراً ليس بكبيرة وإن تأذى كثيراً .كل محتمل ولم يبينوه، والذى يظهر أن المراد الثانى بدليل أنه لو أمر ولده بنحو فراق حليلته لم يلزمه طاعته وإن تأذى بذلك كثيراً، فعلمنا أنه ليس المناط وجود التأذى الكثير، بل أن يكون ذلك من شأنه أنه يتأذى به كثيراً(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين،باب تحريم العقوق وقطيعة الرحم)

علم کے مینار

مفتی محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام شافعی کا سفرنامہ (قسط۲)

(رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ)

امام مالک کے دولت کدہ پر

اب مغرب ہوچکی تھی امام مالک نے مغرب کی نماز کے بعد میری طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے غلام سے فرمایا ''اپنے آقا کا ہاتھ تھام'' اور مجھے حکم دیا ''اٹھو غلام کے ساتھ میرے گھر جاؤ'' میں بغیر کسی انکار اور جھجک کے ساتھ ہولیا، امام صاحب کی شفقت اور مہربانی کو سر آنکھوں پر رکھا، جب گھر پہنچے تو غلام مجھے ایک چھوٹے کمرے میں لے گیا، اس کمرے میں مجھے ٹھہرا کر کہنے لگا ''قبلہ رخ یہ ہے، پانی کا کوزہ بھی ادھر رکھا ہوا ہے، اور بیت الخلاء وہ ہے''

کچھ دیر گزری تھی کہ امام صاحب خود بھی تشریف لے آئے غلام بھی ساتھ تھا، اس کے ہاتھ پر کھانے کا خوان تھا، امام صاحب نے خوان لے کر فرش پر رکھ دیا، پھر مجھے سلام کیا اور غلام سے فرمایا کہ ہاتھ دھلا، غلام برتن لیے میری جانب بڑھا تو امام نے ٹوکا، فرمایا! جانتے نہیں ہو کہ کھانے سے پہلے میزبان کو (پہلے) ہاتھ دھونا چاہیے اور کھانے کے بعد مہمان کو (پہلے دھونا چاہیے)

مجھے امام کی یہ بات پسند آئی، میں نے اس کی وجہ معلوم کی، امام نے ارشاد فرمایا کہ میزبان کھانے پر مہمان کو بلاتا ہے اس لیے پہلے ہاتھ بھی میزبان کو دھونے چاہییں اور کھانے کے بعد میزبان آخر میں ہاتھ اس لیے دھوئے کہ شاید کوئی اور مہمان آجائے تو میزبان کھانے میں اس کا بھی ساتھ دے سکے۔

اب امام نے خوان کھولا، اس میں دو برتن تھے، ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں کھجوریں، امام نے بسم اللہ کہی، میں نے بھی کہی، اور کھانا نوشِ جاں کیا، مگر امام جانتے تھے کہ کھانا (ہم دونوں کے لیے) ناکافی تھا، فرمانے لگے، ابوعبداللہ! ایک مفلس قلّاش فقیر دوسرے فقیر کے لیے یہی کچھ پیش کرسکتا تھا، میں نے عرض کیا کہ وہ کیوں معذرت کرے جس نے احسان کیا؟ معذرت کی تو قصوروار کو ضرورت ہوتی ہے۔

امام مالک کے پاکیزہ اخلاق کا نمونہ

کھانے کے بعد امام مکہ والوں کے حالات پوچھتے رہے، جب رات کافی بیت گئی تو اٹھ کھڑے ہوئے اور

فرمایا کہ مسافر کو لیٹ کر تھکن دور کرنی چاہیے، اب تم آرام کرو، میں چونکہ تھکا ہوا تھا لیٹتے ہی خواب خرگوش کے مزے لینے لگا، رات کے پچھلے پہر دروازے پر دستک ہوئی اور آواز آئی ''خدا کی رحمت ہو تم پر نماز ''میں اٹھ بیٹھا، کیا دیکھتا ہوں، خود امام مالک ہاتھ میں کوزہ لیے کھڑے ہیں، مجھے بڑی شرمندگی ہوئی مگر آپ فرمانے لگے، ابوعبداللہ! کچھ خیال نہ کرو، مہمان کی خدمت فریضہ ہے، میں نے نماز کے لیے تیاری کرلی، رسول خدا ﷺ کی مسجد میں امام مالک کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی، اندھیرا بہت تھا، کوئی کسی کو پہچان نہ سکتا تھا، سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ کر تسبیح وتہلیل اور اللہ کے ذکر میں (اپنے اپنے طور پر) مصروف ہو گئے، یہاں تک کہ پہاڑ کی چوٹیوں پر دھوپ نمودار ہوگئی۔امام مالک جس جگہ کل بیٹھے تھے آج بھی وہیں تشریف فرما ہوئے اور اپنی کتاب موطا میرے ہاتھ میں دیدی، میں نے کتاب پڑھنا شروع کردی اور لوگ لکھنے لگے۔میں امام کے گھر آٹھ ماہ رہا، پوری موطا مجھے حفظ ہوگئی، میرا امام کے ساتھ ایسی محبت اور بے تکلفی کا تعلق ہو گیا تھا کہ اجنبی دیکھ کر جان نہیں سکتا تھا کہ مہمان کون ہے اور میزبان کون۔

ہمینم بس کہ دانم ماہرویم   کہ من نیز از خریداران اویم

(جاری ہے......)

تذکرۂ اولیاء (تذکرہ مولانا رومی کا: قسط ۱۵) مفتی محمد امجد حسین

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

طبع عقل اور شرع

حس اسیرِ عقل باشد اے فلاں   عقل اسیرِ روح باشد ہم بداں
دست بستہ عقل راجان باز کرد   کارہائے بستہ راہم ساز کرد

مولانا فرماتے ہیں کہ جس طرح حواس عقل کے ماتحت اور اس کے تابع ومحکوم ہیں، اسی طرح عقل روح کی ماتحت اور تابع ہے، روح عقل کے بگڑے ہوئے کام لمحہ بھر میں بنا دیتی ہے، عقل کی الجھنیں اور دشواریاں پلک جھپکنے کی دیر میں حل کر دیتی اور کھول دیتی ہے، انکشافِ حقائق کے جانگسل اور دشوار گزار سفر میں ہستی وذات اور موجودات کی اصل اور کنہ تک پہنچنے کے پیچیدہ اور معمہ نما عمل میں عقل وخرد بمشکل ایک دو قدم ہی اٹھا پاتے ہیں کہ ان کا سانس پھول جاتا ہے، عقل حواس باختہ ہو کر ہتھیار ڈال دیتی ہے بقول شیخ سعدی شیرازی: ؎

چہ شبہا نشستم دریں سیر گم   کہ دہشت گرفت آستینم کہ قم
نہ ادراک در کنہ ذاتش رسد   نہ فکرت بغور صفاتش رسد
کہ خاصاں دریں راہ فرس راندہ اند   بلا احصی از تگ فرو ماندہ اند
نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن   کہ جاہا سپر بائد انداختن

(بوستان، نظم حمد) [1]

یا اول فول بکنے لگتی ہے (مادیین ودھریین فلاسفروں کے مابعد الطبیعاتی نظریات ومباحث جو ان کی کتابوں میں بھرے ہوئے ہیں اور عقل حیوانی کے حاملین کی کل جمع پونجی اور مایۂ فخر ہے، معاف کیجئے بندے کے

---

[1] کتنی ہی راتیں میں نے اس غور وفکر میں آنکھوں میں کاٹیں (کہ اللہ تعالیٰ کی کنہ اور حقیقت کیا ہے اور کائنات کو اس نے کس طرح وجود بخشا ہے)، لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ کہ دہشت وحیرانگی نے مجھے آستین سے پکڑ کر اٹھا دیا کہ جا (عقل کے گھوڑے اس چیز کے پیچھے نہ دوڑا جو عقل سے ماورا ہے) حقیقت یہ ہے کہ عقل وادراک کی قوتیں نہ اس ذات وحدہ کے کنہ ذات تک پہنچ سکتی ہیں نہ اس کے کمالات کی گہرائی اور وسعتوں کو ناپ سکتی ہیں، حتیٰ کے خاصانِ خدا (انبیاء واولیاء مقربین نے بھی اس راستے میں گھوڑے دوڑائے سو بالآخر **لا احصی** کہہ کر ہتھیار ڈال دیے (**لا احصی** بظاہر اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں آنحضرت ﷺ کے یہ دعائیہ الفاظ ہیں کہ اے اللہ میں آپ کی ایسی حمد وثنا نہیں کر سکتا جیسے آپ خود اپنی حمد وثنا کر سکتے ہیں کہ ہم آپ کی معرفت ذات کا احاطہ نہیں کر سکتے) اس لیے چاہیے کہ آدمی ہر جگہ عقلی گھوڑے نہ دوڑائے (جیسے فلاسفہ اور مادہ پرست اہل عقل کا شیوہ ہے) بلکہ کہیں ہتھیار بھی ڈال لیا کرے۔

نزدیک اول فول بکنے سے زیادہ اس کے لیے اور کوئی مناسبِ حال تعبیر نہیں) ایسے میں روح (جو وحی الٰہی و معرفت سے سرشار ہو اور عقلِ حیوانی کی یرغمال نہ ہو) ہی عقل کے درد کا درمان اور اس کے امراض کی مسیحائی کرتی ہے، اس کی نارسائی اور واماندگی کو منزل آشنا کرتی ہے۔

مولانا رومی نے مذکورۃ الصدر اشعار میں روح، عقل اور حواس کا جو فرق مراتب بیان کیا ہے اور درجہ بندی کی ہے حضرات صوفیاء (محققین اہل تصوف جو دریائے معرفت کے شناور اور واصلین حق ہوتے ہیں) کے ہاں یہ تقسیم اور درجہ بندی مسلّم ومعروف ہے اور یہ حقیقتاً ایک شرعی اور فطری تقسیم ہے، اس لیے تعبیر وعنوان کے فرق اور بیان کے تنوع کے ساتھ سب اہل شرائع کے ہاں علماً وعملاً رائج اور جاری وساری ہے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تعلیمات اور آپکے مواعظ وملفوظات میں یہ امر بہت وضاحت وتفصیل کے ساتھ اور عمدہ پیرایہ بیان میں جا بجا ملتا ہے، خواجہ مجذوبؔ رحمہ اللہ جو دربار اشرفی کے صاحب دل شاعر اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے مجازین میں سر برآوردہ بزرگ ہیں، حضرت کی تعلیمات کو انہوں نے منظوم کیا، کشکول مجذوب آپ کے کلام کا مجموعہ ہے، کشکول میں مشائخ کی اس تعلیم اور شریعت کے اس اہم اصول کو انہوں نے یوں قطعہ بند کیا ہے

رکھ ہمیشہ نظر میں دو باتیں　　اے دو عالم کی خیر کے طالب
طبع غالب نہ عقل پر ہو کبھی　　اور نہ ہو عقل شرع پر غالب　　(جاری ہے)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۴۰ "تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر"﴾

اور اللہ کے لئے محبت کرنے والوں کا مفہوم عام ہے، جس میں دینی مدارس میں علمِ دین حاصل کرنے تبلیغ میں نکلنے والے، اور جہاد وغیرہ کرنے کے لئے جمع ہونے والے طلبۂ کرام، مبلغین ومجاہدینِ عظام سب داخل ہیں۔

اور اس سے اصل مقصود ایمان واسلام کے رشتہ پر متفق ومتحد ہونے اور عصبیت کو ترک کرنے کی فضیلت ثابت ہے، جس کی عملاً مختلف شکلیں وصورتیں محتمل ہیں۔

دوسرے اگر اللہ کے ذکر کے لئے جمع ہونا بھی مراد لیا جائے، تو تب بھی ذکر کا مفہوم عام ہے، جو تعلیم وتعلم اور سب دینی مجلسوں کو بھی شامل ہے۔

تیسرے اگر کوئی خاص تسبیح وتہلیل والا ذکر مراد لے، تو اس سے ایک ذکر کے التزام وغیرہ کی قیود کہاں سے ثابت ہوتی ہیں؟ پھر اجتماعی ذکر کی مجالس کے مدعی حضرات کا یہ استدلال کیسے تام ہوسکتا ہے؟　(جاری ہے)

عیدُ الاضحیٰ کی رات کی فضیلت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۱۷۸۲، کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها ، باب ما جاء فی القنوت قبل الركوع وبعده)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عیدین (یعنی عیدُ الفطر اور عیدُ الاضحیٰ) کی راتوں میں اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی خاطر (عبادت کے ساتھ) قیام کیا، تو اُس کا دل اُس دن مُردہ نہیں ہوگا، جس دن (لوگوں کے) دل مُردہ ہوجائیں گے (ترجمہ ختم)

قیام سے مراد نفلی عبادت ہے، جس میں ذکر، تلاوت، دعا، اور استغفار کے ساتھ ساتھ نفل نماز بھی داخل ہے، اور اُس دن سے مراد قیامت کا دن ہے، کہ جس کی دہشت سے لوگوں کے دل مُردہ ہوجائیں گے۔

پس اس رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا جائے ذکر، تلاوت، تسبیح، توبہ واستغفار اور دعا و نفل نماز کا اہتمام کیا جائے۔

نیز گناہوں سے بچنے کا اہتمام کیا جائے، اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ اُنس ومحبت سے پیش آئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کرتے تھے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، وَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلٰى صَفْحَتِهِمَا وَيَذْبَحُهُمَا بِيَدِهٖ (بخاری، رقم الحديث ۵۵۶۴،كتاب الاضاحی،باب وضع القدم على صفح الذبيحة)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفید وسیاہ رنگ والے ،بڑے سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے،اوراپنے پاؤں کوان کے دونوں جانب رکھ لیتے تھے،اوراپنے ہاتھ سے ذبح فرماتے تھے(ترجمہ ختم)

اورایک روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ، وَأَنَا أُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ (بخاری، رقم الحديث ۵۵۵۳، كتاب الاضاحی،باب فی أضحية النبی صلی الله عليه وسلم بكبشين أقرنين)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم دومینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے،اور میں بھی دومینڈھوں کی قربانی کیا کرتاہوں (ترجمہ ختم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی اہتمام کے ساتھ قربانی کرنا،اوراس کوحتی الامکان اپنے ہاتھ مبارک سے ذبح کرنا،قربانی کے عمل کی اہمیت کی دلیل ہے۔

Idara Ghufran

تکبیرِ تشریق اور اس کا وقت

حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ: كَانَ يُكَبِّرُ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِلٰى آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ، ثُمَّ يُمْسِكُ صَلَاةَ الْعَصْرِ (الاوسط لابن المنذر، رقم الحديث ۲۲۰۰، كتاب العيدين)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یوم عرفہ (یعنی نو ذُوالحجہ) کی صبح کی نماز سے لے کر ایامِ تشریق کے آخری دن (یعنی تیرہ ذی الحجہ) تک تکبیر تشریق پڑھتے تھے، پھر عصر کی نماز پر رُک جاتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت حارث سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ يَقُوْلُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (فضل عشر ذى الحجه للطبرانى، رقم الحديث ۳۶)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ یومِ عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کی فجر کی نماز سے لے کر ایامِ تشریق کے آخری دن (یعنی تیرہ ذی الحجہ) کی عصر کی نماز تک اس طرح تکبیر کہتے تھے کہ "اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ" (ترجمہ ختم)

Idara Ghufran

قربانی واجب ہونے کے باوجود نہ کرنے کا وبال

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ، وَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا (سنن ابن ماجه، كتاب الاضاحى)

ترجمہ: جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو، اور وہ قربانی نہ کرے، تو وہ ہرگز ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے (ترجمہ ختم)

اور حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے یہ بات سنی کہ:

إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ هٰذَا فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ نَحَرَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لِأَهْلِهِ، لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ (بخارى، رقم الحديث ۵۵۶۰، كتاب الاضاحى)

ترجمہ: ہمارے اس عیدالاضحیٰ کے دن سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں، پھر ہم لوٹ کر قربانی کریں، پس جس نے اس طریقہ پر عمل کیا، تو اس نے ہمارے طریقہ کے مطابق درست کام کیا، اور جس نے (عید کی نماز سے پہلے) قربانی کر دی، تو وہ ایک گوشت ہو گیا، جو اس نے اپنے گھر والوں کے لئے جلدی تیار کر دیا، اس کا قربانی سے تعلق نہیں (ترجمہ ختم)

Idara Ghufran

پیارے بچو! مفتی محمد رضوان

پھٹا ہوا کمبل

پیارے بچو! ایک آدمی کے صرف ایک ہی بیٹا تھا، جس کا نام شریف تھا، اس آدمی نے اپنے بیٹے یعنی شریف کی بہت اچھی طرح محبت کے ساتھ پرورش اور تربیت کی، اور محنت سے کھلا پلا کر اور لکھا پڑھا کر بڑا کیا۔
اور اس کی اچھے گھرانے میں اور مناسب لوگوں کے یہاں شادی بھی کر دی۔
لیکن شریف کی بیوی کی عادتیں کچھ اچھی نہیں تھیں، اس لیے اس نے گھر میں آتے ہی سب سے پہلے تو اپنے میاں شریف کو اپنے قابو میں کیا، اور اس کو باپ کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا، اور باپ کی ساری چیزیں آہستہ آہستہ اپنے قابو میں کر لیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد شریف کے بھی ایک بیٹا ہو گیا، جس کا نام زید رکھا گیا، آہستہ آہستہ زید بھی سمجھدار اور بڑا ہونے لگا، یہ بچہ اپنے بوڑھے دادا کے ساتھ بہت محبت کرتا تھا، مگر اس کے ماں باپ کو یہ بات گوارا نہ تھی اور وہ اپنے بیٹے زید کو دادا سے الگ رکھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔
یہ بچہ بہت سمجھدار اور عقلمند تھا اور اچھے بُرے کو سمجھتا تھا۔
ادھر بے چارہ غریب باپ، بیٹے اور بہو کے برتاؤ پر کڑھتے کڑھتے بستر سے لگ گیا، زندگی روگ بن گئی، اور وہ مستقل بیمار رہنے لگا، رات بھر نیند نہ آتی، دمے کی وجہ سے اس پر رات کو کھانسی کے شدید دورے پڑتے، شریف اور اس کی بیوی نے ایک بہانہ بنا کر بوڑھے باپ کو گھر کے ایک طرف کونے میں ڈالنے کا فیصلہ کیا، تا کہ ان کا بچہ یعنی زید اپنے دادا سے دور رہے، اور ان سے محبت کرنا چھوڑ دے۔
انہوں نے بوڑھے باپ سے کہا کہ تم رات بھر کھانستے رہتے ہو جس سے ہمیں نیند نہیں آتی، اس لئے ہم تمہاری چارپائی فلاں جگہ بچھا دیتے ہیں۔ بوڑھا باپ بے چارہ مجبور تھا، کر بھی کیا سکتا تھا، اس لئے مجبوراً وہاں جانا پڑا۔ تھوڑے دنوں کے بعد سردی کا موسم آ گیا بوڑھے باپ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اب سردی کا موسم آ گیا ہے اور مجھے رات بھر سردی لگتی ہے، اس لئے مجھے کوئی کمبل وغیرہ دیدو، تا کہ سردی سے بچا رہوں۔
اس پر شریف اور اس کی بیوی نے غصہ میں آ کر کہا کہ اب ہم تمہارے لئے الگ سے کمبل کا کہاں سے انتظام کریں، یہ بھی بڑی بات ہے کہ ہم نے تمہیں گھر میں ٹھہرا رکھا ہے، خیر ہم تمہیں فلاں کمبل دیدیتے ہیں، جس سے تم گزارا کرو۔

جو کمبل وہ بوڑھے باپ کو دینا چاہتے تھے وہ بہت پھٹا پرانا ہو چکا تھا، اور اسی لیے اس کمبل کو اب گند خانہ میں ڈالا ہوا تھا، اور اب اسے کوئی گھر میں استعمال بھی نہیں کرتا تھا، بوڑھے باپ نے مجبوری میں اس پھٹے ہوئے کمبل کو ہی غنیمت سمجھا۔

شریف نے اپنے بیٹے زید کو بھیجا کہ جا کر اسٹور سے وہ پھٹا پرانا کمبل اٹھا کر لے آئے اور دادا ابو کو دے دے۔

زید گیا اس نے کمبل کو اٹھایا، وہ کافی بڑا کمبل تھا، اور درمیان سے پھٹا ہوا بھی تھا، اس نے اسے پھاڑ کر دو ٹکڑے کئے، اور ایک حصہ وہیں چھوڑ کر دوسرا حصہ اٹھا کر لے آیا، تو شریف نے پوچھا کہ یہ پھاڑا کیوں؟ آدھا حصہ وہاں کیوں چھوڑ آئے؟

تب زید نے کہا کہ وہ حصہ آپ کے لئے چھوڑ آیا ہوں، آپ جب دادا ابو کی حالت کو پہنچیں گے تو مجھے آپ کو دینے کے لئے اس کی ضرورت پڑے گی۔

کیونکہ آپ جو سلوک دادا ابو کے ساتھ کر رہے ہیں، میں وہی سلوک آپ کے بڑھاپے میں آپ کے ساتھ کروں گا۔

یہ سُن کر مسٹر شریف خان اور مسز شریف کی تو آنکھیں کھُل گئیں، اور یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ جو کچھ ہم آج اپنے باپ کے ساتھ کریں گے وہی کچھ کل ہمارا بیٹا بھی ہمارے ساتھ کرے گا۔

انہوں نے اپنے بوڑھے باپ اور بیٹے سے فوراً معافی مانگی کہ ہم غلطی پر تھے اور ہمیں اپنا آنے والا وقت یاد نہیں تھا۔ اب شریف اور اس کی بیوی کو اپنی غلطی کا پورا احساس ہو گیا تھا، اور انہوں نے اپنے بوڑھے باپ کی خوب خدمت کرنا شروع کر دی تھی، تھوڑے ہی دنوں میں شریف کے بوڑھے باپ کی صحت بھی اچھی ہو گئی۔ اور گھر میں سب لوگ محبت پیار اور خوشی سے رہنے سہنے لگے۔

یہ بچہ بھی بڑا ہو کر بہت بڑا آدمی بنا۔ اور اس سے دنیا کو بہت فائدہ ہوا۔

پیارے بچو! دیکھئے ایک سمجھدار اور عقلمند چھوٹے سے بچے نے اپنے ماں باپ کی غلطی بھی ان پر واضح کر دی، اور اپنے بوڑھے دادا کو بھی پریشانی اور مصیبت سے بچا لیا۔

بچو! تمہیں بھی چاہئے کہ تم خود بھی اچھے کام کر کے اچھے بچے بنو، اور اپنے ماں باپ اور ان کے بھی ماں باپ کی خدمت کرنے والے انسان بنو۔ اور اگر گھر میں بڑوں کے درمیان جھگڑا اور اختلاف پیدا ہو جائے تو تم بھی زید جیسے اچھے بچے کی طرح جھگڑے کو ختم کرانے والے بچے بنو۔

بزمِ خواتین مفتی محمد یونس

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

ماہواری کے بعض احکام (قسط ۱)

معزز خواتین! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَسْــــئَـلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (سورۃ البقرۃ، آیت ۲۲۲)

ترجمہ: اور لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے لہٰذا حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہو، اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان سے قربت (جماع) نہ کرو، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اسی طریقے سے جاؤ جس طرح اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی طرف کثرت سے رجوع کریں اور ان سے محبت کرتا ہے جو خوب پاک صاف رہیں۔

تشریح: نسلِ انسانی میں اضافے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسباب کا جو سلسلہ پیدا فرمایا ہے اس کی ایک کڑی یہ ہے کہ تکوینی طور پر عورتوں کے لیے یہ تجویز فرما دیا ہے کہ ان کے رحم سے خون جاری ہوا کرے یہ خون بالغ عورتوں کو تقریباً ہر مہینے جاری ہوا کرتا ہے، اسے عربی زبان میں حیض بھی کہا جاتا ہے اور محیض بھی۔ [۱] حیض مخصوص قسم کے خون کو کہا جاتا ہے جس کی پہچان کے لیے کئی باتوں کا معلوم ہونا ضروری ہے، اس کے علاوہ شریعت کے متعدد احکام مثلاً نماز، روزہ، حج، اعتکاف، تلاوت، طلاق اور عدت وغیرہ کا تعلق حیض کے ساتھ ہے اس طرح کے احکام کی تفصیل جاننا بھی ایک مسلمان عورت کے لیے لازم ہے، مذکورہ بالا آیت میں اس خون سے متعلق چند باتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں، سب سے پہلے اس آیت کریمہ کا شانِ نزول ملاحظہ ہو:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا، وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّ

---

[۱] حیض کو انگریزی زبان میں مینسیز (Menses) اور اردو زبان میں ماہواری کہا جاتا ہے، اس کے علاوہ بعض خواتین حیض کے بارے میں مخصوص ایام، چھٹی کے دن، پیریڈ اور کپڑے وغیرہ کے الفاظ بھی استعمال کرتی ہیں۔

Idara Ghufran

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى (وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ فَبَلَغَ ذَلِكَ الْيَهُودَ، فَقَالُوا: مَا يُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ، فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ الْيَهُودَ تَقُولُ: كَذَا وَكَذَا، أَفَلَا نُجَامِعُهُنَّ؟ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا، فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا، فَعَرَفَا أَنْ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا (صحيح مسلم، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها، ج ١ ص ١٤٣)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں میں جب کسی عورت کو حیض کا خون جاری ہو جاتا تھا تو وہ لوگ نہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور نہ ہی گھروں میں اس کے ساتھ رہنا سہنا رکھتے تھے، پس نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے (اس سے متعلق) دریافت کیا (کہ یہودیوں کا تو ماہواری والی خاتون کے ساتھ یہ طرزِ عمل ہے ہم اس بارے میں کیا کریں) پس اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ ویسئلونک عن المحیض الخ نازل فرمائی (آیت نازل ہونے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم (اپنی عورتوں کے ساتھ دورانِ حیض) سوائے جماع کے جو چاہو کرو، پس رسول اللہ ﷺ کی یہ بات یہودیوں تک پہنچی تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص (یعنی آنحضرت ﷺ) ہمارے (دینی) امور میں سے کسی کو بھی مخالفت کیے بغیر چھوڑنا نہیں چاہتا (حاصل معنی یہ ہے کہ یہ ہمارے ہر کام میں ہماری مخالفت کرتے ہیں) (یہودیوں کی یہ بات سن کر) حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر (دربارِ رسالت میں) حاضر (خدمت) ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہودی ایسی ایسی باتیں کہہ رہے ہیں (یعنی ان دونوں حضرات نے یہودیوں کی اوپر والی بات آنحضرت ﷺ کے سامنے نقل کی) اور پھر یہ عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ہم اپنی عورتوں کے ساتھ رہنا سہنا نہ رکھیں (یعنی اس بارے میں یہودیوں کی مخالفت نہ کریں) [1]

---

[1] یہ ''افلانجامعھن'' کا ترجمہ کیا گیا، مگر دیگر بعض کتابوں میں اس موقع پر افلا ننکحھن کے الفاظ آئے ہیں، چنانچہ ملاحظہ ہو مسند احمد، مستخرج ابی عوانہ، مسند ابی عوانہ، اور سنن ابی داؤد میں تو افلا ننکحھن کے ساتھ فی المحیض کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں، ان الفاظ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیّر ہوگیا، (یعنی آپ ﷺ کے چہرے پر غصہ کے آثار ظاہر ہوئے) یہاں تک کہ ہمیں یہ گمان ہوا کہ آپ ﷺ ان دونوں پرخفا ہوگئے ہیں چنانچہ وہ دونوں بھی نکل کر چل دیے ان کے جاتے ہی آنخضرت ﷺ کے پاس کہیں سے تحفہ میں دودھ آ گیا، آپ ﷺ نے ان دونوں کے پیچھے (کسی شخص کو بلانے کے لیے) بھیجا پھر (جب وہ آ گئے تو) آپ ﷺ نے انہیں وہ دودھ پلا دیا (تا کہ انہیں آنخضرت ﷺ کے لطف وکرم کا احساس ہوجائے، چنانچہ دودھ پینے کے بعد) انہیں معلوم ہوا کہ آنخضرت ﷺ ہم سے ناراض نہیں ہیں۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ یہودیوں کے ہاں حیض والی عورت سے چھوت کی طرح بالکل الگ تھلگ رہا جاتا تھا، یہاں تک کہ اس کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا اور ایک ہی جگہ رہنا سہنا تک چھوڑ دیا جاتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس بارے میں حضور ﷺ سے اسلامی تعلیم کا سوال کیا تو اس پر قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت (**ویسئلونک عن المحیض الخ**) نازل ہوئی، اوراس آیت میں حیض سے متعلق چند باتیں ارشاد فرمائی گئیں:

پہلی بات تو یہ ارشاد فرمائی کہ حیض ’’اُذی‘‘ ہے، ’’اُذی‘‘ لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جس سے انسان کو تکلیف پہنچے، اور حیض کو اُذی اس لیے فرمایا ہے کہ حیض کا خون دیکھنے سے انسان کو گھن آتی ہے اور اس سے ناگوار بو آتی ہے اور یہ ایسا ناپاک خون ہے کہ اس کے جاری ہونے سے نماز، تلاوت روزہ اور طواف وغیرہ کئی عبادات منع ہوجاتی ہیں۔

دوسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ یہ خون تکلیف دہ اور ناپاک ہے سو تم عورتوں سے الگ رہو، قرآن مجید میں تو حیض کی حالت میں عورتوں سے مطلقاً الگ رہنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے اس

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾ کی رو سے اس کا ایک اور مفہوم بنتا ہے، اور وہ یہ کہ اگر اجازت ہو، تو ہم اپنی عورتوں کے ساتھ حیض کی حالت میں جماع بھی نہ کرلیا کریں، تا کہ یہود کی پوری پوری مخالفت ہوجائے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر ناراض ہونا، اس لئے تھا کہ یہود کی مخالفت گناہ کے ذریعے کرنا درست نہیں۔

چنانچہ مرعاۃ المفاتیح میں ہے کہ:

(أفلا نجامعهن؟) وفی روایة أبی داود، والترمذی :أفلا ننکحهن فی المحیض؟ أی :أفلا نطأهن لکی تحصل المخالفة التامة معهم .(فتغیر وجه رسول الله -صلی الله علیه وسلم -) لأن تحصیل المخالفة بارتکاب المعصیة لا یجوز(مرعاة المفاتیح، کتاب الطهارة، باب الحیض ، الفصل الاول)

الگ رہنے کی حد بیان فرمائی ہے اور وہ یہ کہ اس حالت میں عورت سے اتنا الگ تھلگ رہنا کہ اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، اکٹھے کھانا پینا ایک ہی گھر یا کمرے میں رہنا سہنا بھی چھوڑ دینا اور اس کو چھوت کی طرح بالکل ہی الگ کر دینا یہ بھی درست نہیں، یہ اسلام کی تعلیم نہیں بلکہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔

اور حیض والی عورت سے اتنا قرب اختیار کرنا کہ اس کے ساتھ حقِ زوجیت کی ادائیگی سے بھی پرہیز نہ کرنا یہ بھی غلط ہے، اور بعض کتابوں میں اسکو عیسائیوں کا طریقہ قرار دیا گیا ہے۔ [۱]

جبکہ اسلام کی تعلیم اس سلسلہ میں اعتدال والی ہے اور وہ یہ ہے کہ حالتِ حیض میں عورت کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا، بیٹھنا، اکٹھے رہنا سہنا یہاں تک کہ اس کا جوٹھا کھانا، اس کے ناف سے گھٹنے تک کے حصۂ بدن کے علاوہ اس کے جسم کو ہاتھ لگانا سب درست ہے۔

تیسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ **(ولا تقربوھن حتی یطھرن)** یعنی جب تک حیض والی عورتیں حیض سے پاک نہ ہو جائیں تو ان کے قریب نہ آؤ، قریب نہ آنے سے مراد یہ ہے کہ حقِ زوجیت ادا نہ کرو، مگر ویسے اس کے قریب ہو کر بیٹھے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ پھر بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ پہلے حکم کی تاکید اور اس پر عمل جاری رکھنے کی حد کا بیان ہے یعنی حیض کی حالت میں عورتوں کے ساتھ خاص حد تک الگ رہنے کا حکم اس وقت تک ہے جب تک وہ حیض سے پاک نہ ہو جائیں، اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ پہلے حکم **(فاعتزلوا النساء فی المحیض)** سے خاص طور پر حقِ زوجیت کی ادائیگی سے منع فرمایا ہے اور دوسرے حکم **(ولا تقربوھن حتی یطھرن)** سے حقِ زوجیت کی ادائیگی کے قریب جانے سے بھی منع فرمایا ہے یعنی ایسے کاموں سے بھی بچو جن سے انسان حقِ زوجیت کی ادائیگی کے قریب ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ زنا کے قریب جانے سے منع فرمایا ہے، یعنی زنا کرنا تو دور کی بات ہے

---

[۱] وأورد أبو داود حديث أنس بن مالك رضى الله عنه أن اليهود كان عندهم تشدد وتعنت وغلو، وذلك أن المرأة فيهم كانت إذا حاضت أبعدوها عنهم، فلم يساكنوها ولم يجالسوها ولم يؤاكلوها، ولا تكون معهم حتى تطهر من الحيض، وهذا غلو .ويقابل هذا فعل النصارى، فإنهم يجامعون الحائض، فاليهود فى طرف والنصارى فى طرف، فالنصارى يخالطونها، بل يجامعونها ولا يتركون شيئاً، ولا يفرقون بين كونها حائضاً أو غير حائض، واليهود يبتعدون عنها ولا يساكنونها ولا يجالسونها ولا يجامعونها، أى :لا يجتمعون بها أو يساكنونها، فالمقصود بالمجامعة هنا الاجتماع، وليس الجماع الذى هو الوطء .فجاء الإسلام وسطاً بين هؤلاء وأولئك، وذلك أن الحائض تبقى مع الناس فى البيوت فيؤاكلونها ويشاربونها، ويبيتون معها، ويستمتع بها الزوج فى غير الفرج، فليس عندهم إفراط هؤلاء ولا تفريط أولئك، وإنما عندهم التوسط، وهذا من أمثلة وسطية هذه الأمة بين اليهود والنصارى(شرح سنن ابى داوٗد عبدالمحسن العباد)

ایسے کام بھی نہ کرو جو زنا تک پہنچانے والے ہوں، اسی طرح یہاں بھی حیض والی عورتوں سے حقِ زوجیت کی ادائیگی کے قریب جانے سے منع فرمایا ہے، علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حالتِ حیض میں عورت کے ناف سے لیکر گھٹنے تک کے حصۂ بدن سے بھی فائدہ نہ اٹھاؤ۔ [۱]

چوتھی بات یہ ارشاد فرمائی ہے کہ **(فاذا تطهرن فأتوهن من حيث امركم الله)** اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ پاک ہوجائیں تو ان کا خاص حق اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ادا کرسکتے ہو۔

پانچویں بات یہ ارشاد فرمائی کہ **(ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين)** اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت رکھتا ہے، معلوم ہوا کہ توبہ کرنے والے پاک صاف رہنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہوتے ہیں۔ اس لیے خواتین کو چاہیے کہ ماہواری کا خون بند ہوتے ہی جلد غسل کر کے پاک صاف ہوجایا کریں، بعض خواتین باوجود حیض سے فارغ ہونے کے غسل میں بلاوجہ دیر کرتی رہتی ہیں، یہ اچھی بات نہیں اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (جاری ہے..........)

---

[۱] ولما كان المتعين عند الكل ان المطلوب بالامر الاعتزال عن جماع النساء فالذى يظهر، والله اعلم، ان قوله سبحانه وتعالىٰ "ولاتقربوهن" اى فى الشيئ الذى امرتم باعتزاله بعد الامر بترك الجماع ليس للتاكيد فقط بل للترقى من تحريم الجماع الى النهى عن المبادى القريبة منه الداعية اليه، فنهينا عن نفس الجماع بقوله "فاعتزلوا النساء" وعن القرب منه بقوله "ولاتقربوهن" اى اعتزلوا وطئهن، ولاتقربوا وطئهن كما قال النووى والقرب المنهى عنه كان مجملا فان العموم ليس بمراد قطعا، فبين النبى صلى الله عليه وسلم حده بقوله "لک ما فوق الازار" وبفعله الموافق له، واشار الى تحريم الفرج وحريمه الذى هو ما بين السرة والركبة، وحينئذ فالمراد بقوله ﷺ "الا النكاح" النكاح وماقاربه، وبقول عائشة "الاالفرج" الفرج وحريمه (فتح الملهم ج۳ص ۹۹)

خواتین کی مخصوص پاکی وناپاکی کے احکام

حیض، نفاس اور استحاضہ کے مفصل ومدلل مسائل واحکام

مؤلف: مفتی محمد یونس

(معین افتاء، ادارہ غفران، راولپنڈی)

ناشر: ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

قربانی کے جانور کی عمر اور دو دانتوں کی شرعی حیثیت

(تحقیق سن الاضحیة وتوضیح المسنة والثنیة)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احادیث وروایات میں ''ضأن کے جذعہ کے علاوہ'' دوسرے قربانی کے جانوروں کے متعلق ''مسنۃ'' اور ''ثنی'' یا ''ثنیہ'' کے الفاظ ہیں۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَذْبَحُوْا إِلَّا مُسِنَّةً ، إِلَّا أَنْ تَعْسُرَ عَلَیْکُمْ، فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ(مسند أحمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (قربانی میں) صرف مُسنّہ (جانور ہی) قربان کرو، الا یہ کہ تم پر یہ دشوار ہو جائے، تو تم دنبہ کے جذعہ کی قربانی کرلو (ترجمہ ختم)

اور قبیلۂ مزینہ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ الْجَذَعَ یُوَفِّیْ مِمَّا یُوَفِّیْ مِنْهُ الثَّنِیُّ(سنن نسائی) [2]

ترجمہ: (دنبے کا) جذع اس چیز کی کفایت کر دیتا ہے، جس کی ثنی کفایت کرتا ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

إِنَّ الْجَذَعَةَ تُجْزِءُ مَا تُجْزِءُ مِنْهُ الثَّنِیَّةُ(سنن نسائی) [3]

ترجمہ: (دنبے کا) جذعہ اس چیز کی کفایت کر دیتا ہے، جس کی ثنیہ کفایت کر دیتا ہے (ترجمہ ختم)

اکثر اور بالخصوص حنفی فقہائے کرام نے ''مُسنّہ'' اور ''ثنی'' یا ''ثنیہ'' سے بڑی عمر کا جانور مراد لیا ہے، اونٹ کم از کم پانچ سال کا، گائے بھینس دو سال کی، اور بکرا ایک سال کا۔

---

[1] رقم الحدیث ۱۴۳۴۸، مؤسسة الرسالة، بیروت، واللفظ لہٗ، مسلم، رقم الحدیث ۱۹۶۳.
فی حاشیة مسند احمد: إسناده علی شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشیخین غیر أبی الزبیر فمن رجال مسلم.

[2] رقم الحدیث ۴۳۸۳، کتاب الضحایا، باب المسنة والجذعة، مکتب المطبوعات الاسلامیة، حلب.

[3] رقم الحدیث ۴۳۸۴، کتاب الضحایا، باب المسنة والجذعة، مکتب المطبوعات الاسلامیة، حلب.

Idara Ghufran

اور ’’جذعہ‘‘ سے مراد ایک سال سے کم اور چھ ماہ یا اس سے زیادہ عمر کا دنبہ و بھیڑ ہے۔ ؎[1]

البتہ بعض فقہاء اور اہلِ لغت نے ’’مسنہ‘‘ کو سن یعنی دانت سے ماخوذ اور ’’ثنیہ‘‘ کو دو دانت کے معنیٰ میں قرار دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ جب جانور کے سامنے کے کچے اور دودھ کے دو دانت ٹوٹنے کے بعد پختہ دو دانت نکل آئیں، تو اس جانور کو مسنۃ یا ثنیۃ کہا جاتا ہے، جس کو ہماری بول چال میں ’’دوندا‘‘ کہتے ہیں۔

اور ان دانتوں سے جانوروں کی عمروں کو پہچانا جاتا ہے، چنانچہ بکری اور بکرے کے ایک سال مکمل ہونے پر اور گائے، بھینس کے دو سال مکمل ہونے پر، اور اونٹ اور اونٹنی کے پانچ سال مکمل ہونے پر عام حالات

؎[1] (لا تـذبحوا إلا مسنة) : وهـى الـكبيـرة بـالسـن، فمن الإبل التى تمت لها خمس سنين ودخلت فى السـادسة، ومـن البـقر التى تمت لها سنتان ودخلت فى الثالثة، ومن الضأن والمعز ما تمت لها سنة، كذا قاله ابن الملك .(إلا أن يعسر) أى :يصعب .(عليكم) أى :ذبـحها، بأن لا تجدوها قاله ابن الملك .والظاهر أى :يـعسر عليكم أداء ثمنها .قال ابن الملك :قوله :(إلا أن يعسر) بهـذا قال بعض الفقهاء :الجذعة لا تـجـزء فـى الأضـحية إذا كـان قـادرا على مسنة، ومن قال بجوازه حمل الحديث على الاستحباب اهـ .وهو الـمعتمد فى المذهب . ويـؤيـده حـديـث نـعمت الأضحية الجذعة من الضأن وروى أحمد وغيره :ضحوا بالجذعة من الضأن فإنه جائز .(فذبحوا جذعة) : بفتحتين .(من الضأن) : بالهمز ويبدل ويحرک خلاف الـمـعـز مـن الغنم، وهو ما يكون قبل السنة قاله ابن الملک، لكن يقيد بأنها تكون بنت ستة أشهر تشبه ما لها سنة لعظم جثتها .وفى النهاية :الـجـذع من أسنان الدواب، وهو ما يكون منها شابا فهو من الإبل ما دخل فى الـمسنة، ومن البقر ما دخل فى الثانية، ومن الضأن ما تمت له سنة، وقيل :أقل منها، وفى شرح السنة :اتفقوا عـلـى أنـه لا يـجـوز مـن الإبـل والبـقر إلا الثنى، وهو من الإبل ما استكمل خمس سنين، ومن البقر والمعز ما استـكـمـل سـنتين وطعن فى الثالثة، وأما الجذع من الضأن فاختلفوا فيه، فذهب أكثر أهل العلم من الصحابة ومـن بعدهم إلى جوازه، غير أن بعضهم يشترط أن يكون عظيما، وقال الزهرى :لا يجوز من الضأن إلا الثنى فـصاعدا كالإبل والبقر، والأول أصح لما ورد :نـعمت الأضحية الجذعة من الضأن اهـ .لكن قوله :المعز ما استـكمل سنتين مخصوص بمذهب الشافعى، ففى التعبير بالاتفاق تخالف .قال فى الأزهار :النهى فى قوله : لا تـذبـحـوا للحرمة فى الإجزاء ، وللتنزيه فى العدول إلى الأدنى، وهو المقصود فى الحديث بدليل .(إلا أن يعسر عليكم) والعسر قد يكون لغلاء ثمنها، وقد يكون لفقدها وعزتها، ومعنى الحديث الحمل والحث على الأكـمـل والأفضل، وهو الإبل، ثم البقر، ثم الضأن، وليس المراد الترتيب والشرط .وقال بعض الشارحين : الـمراد بالمسنة هنا البقرة فقط، وليس كذلک ولا مخصص لها، ذكره السيد (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج۳ص ۱۰۷۹، كتاب الصلاة،باب فى الأضحية)

(والثـنـى فـصاعدا من الجميع) وهـو ابـن خـمـس مـن الإبـل وحـولين من البقر والجاموس وحول من الشاة والمعز(مجمع الانهر، ج۲ص ۵۱۹، كتاب الاضحية)

(وهو) أى الثنى (ابن حول من الضأن والمعز و) ابن (حولين من البقر و) ابن (خمس من الإبل) ويدخل فى البقر الجاموس، لأنه فى جنسه(شرح النقاية، ج۴ص۲۴۷، كتاب الاضحية)

میں سامنے کے پختہ دودانت نکل آتے ہیں۔ ۱

---

۱ قَوْلـه الا مُسِـنَّة اسُـم فَـاعـل مـن أَسِـنَت إِذا طلع سنّهَا وَذَلِکَ بعد السنتين لَا من أسن الرجل إِذا كبر (حاشية السندى على سنن نسائى، ج۷ص۲۱۸، كتاب الضحايا)

والسـن هى المعروفة، والمراد بها هنا ذات سن إطلاقا للبعض على الكل أو سمى بها صاحبها كما سمى المسنة من النوق بالناب؛ لأن السن مما يستدل به على عمر الدواب(البحرالرائق، ج۲ص۲۳۸، كتاب الزكاة)

(وفى أربعين مسن ذو سنتين أو مسنة)(الدرالمختار)

(قـوله :مسن) بـضـم الـمـيـم وكسـر السين مأخوذ من الأسنان :وهـو طـلـوع السـن فى هذه السنة لا الكبر قهستانى عن ابن الأثير ط(ردالمحتار، ج۲ص۲۸۰، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم)

(قوله من ذات سن) أشـار بتـقـديـر المضاف تبعا للنهر إلى أن المراد بالسن معناها الحقيقى واحدة الأسنان، لـكن قال فى المغرب :السـن هـى الـمـعـروفة، ثم سمى بها صاحبها كالناب للمسنة من النوق، ثم استعيرت لـغيـره كـابن المخاض وابن اللبون .اهـ.زاد فـى الـدرر وذلک إنـما يكون فى الدواب دون الإنسان؛ لأنها تـعـرف بـالسن اهـ أى سميت بذلک؛ لأن عمرها يعرف بالسن بخلاف الآدمى، ومقتضاه أنه مجاز فى اللغة من إطلاق اسم البعض على الكل كالرقبة على المملوک فلا حاجة إلى تقدير مضاف إلا أن يريد الإشارة إلى تجويز كونه من مجاز الحذف تأمل (ردالمحتار، ج۲ص۲۸۷، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم)

والبـقـرَـةُ والشـاـةُ يـقـع عليهما اسم المُسِنّ إذا أَثْنَتا فإِذا سقطت ثَنِيَّتُهما بعد طلوعها فقد أَسَنَّتْ وليس معنى إِسْـنـانهـا كِبَـرَهـا كـالـرجل ولكن معناه طُلوع ثَنِيَّتها وتُثْنى البقرةُ فى السنة الثالثة وكذلک المِعْزَى تُثْنى فى الثـالثة ثـم تـكـون رَبـاعِيَة فـى الـرابـعة ثم سِدُساً فى الخامسة ثم سَالِغاً فى السادسة وكذلک البقر فى جميع ذلک وروى مـالک عـن نافع عن ابن عمر أَنه قال يُتَّقَى من الضحايا التى لم تُسْنَنْ بفتح النون الأُولى وفسره التـى لـم تَـنْبُـتْ أَسـنـانهـا كـأَنهـا لـم تُعْطَ أَسْناناً كقولک لم يُلْبَنْ أَى لم يُعْطَ لَبَناً ولم يُسْمَنْ أَى لم يُعْطَ سَمْناً وكـذلک يـقـال سُـنَّـتِ البَـدَنة إذا نبتـت أَسـنـانهـا وسَنَّها الله وقول الأَعشى بحِقَّتِها رُبِطَتْ فى اللَّجِينِ حتى السَّـدِيـسُ لهـا قـد أَسَـنّ أَى نَبَـت وصار سِنّاً قال هذا كله قول القتيبى قال وقد وَهِمَ فى الرواية والتفسير لأَنه روى الـحـديـث لم تُسْنَنْ بفتح النون الأُولى وإنما حفظه عن مُحَدِّث لم يَضْبِطْه وأَهل الثَّبْتِ والضَّبْطِ رووه لم تُسْـنِـنْ بـكسـر الـنون قال وهو الصواب فى العربية والمعنى لم تُسِنَّ فأَظهر التضعيف لسكون النون الأَخيرة كـمـا يـقـال لـم يُـجْلِلْ وإِنما أَراد ابن عمر أَنه لا يُضَحَّى بأُضحية لم تُثْنِ أَى لم تصر ثَنِيَّة وإذا أَثْنَتْ فقد أَسَنَّتْ وعلى هذا قول الفقهاء وأَدنى الأَسْنان الإِثْناء ُوهو أَن تنبت ثَنِيَّتاها وأَقصاها فى الإِبل البُزُول وفى البقر والغنم السُّـلُـوغ قال والدليل على صحة ما ذكرنا ما روى عن جَبَلة ابن سُحَيْم قال سأَل رجل ابن عمر فقال أَأُضَحِّى بـالـجَـذَعِ ؟ فـقـال ضَـحّ بالثَّنِيِّ فصاعداً فهذا يفسر لک أَن معنى قوله يُتَّقَى من الضحايا التى لم تُسْنِنْ أَراد به الإِثْـنـاء َقـال وأَما خطأ القُتَيْبِىّ من الجهة الأُخرى فقوله سُنِّنَتِ البدنة إذا نبتت أَسْنانُها وسَنَّها الله غيرُ صحيح ولا يـقـولـه ذو الـمعرفة بكلام العرب وقوله لم يُلْبَنْ ولم يُسْمَنْ أَى لم يُعْطَ لَبَناً وسُناً خطأٌ أَيضاً إنما معناهما لم يُـطْـعَـمْ سـمـناً ولم يُسْقَ لبناً والـمَسَانُّ من الإِبل خلافُ الأَفْتاءِ وأَسَنَّ سَدِيسُ الناقة أَى نبت وذلک فى السنة الثـانية وأَنشـد بيـت الأَعشـى بِحِقَّتِها رُبِطَت فى اللَّجِينِ حتى السَّدِيسُ لها قد أَسَنّ يقول قيمَ عليها منذ كانتِ حِقَّةً إلى أَن أَسْدَسَتْ فى إِطعامها وإِكرامها وقال القُلاخُ بِحِقِّه رُبِّطَ فى خَبْطِ اللُّجُنْ يُقْفَى به حتى السَّدِيسُ قد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورغور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں باتوں میں درحقیقت کوئی ٹکراؤ نہیں ہے، کیونکہ اصل دارومدار تو جانور کی عمر کے مکمل ہونے پر ہے، لہٰذا جب جانور کی عمر مکمل ہوجائے، تو اس کی قربانی جائز ہے، خواہ پختہ دو دانت بھی نہ نکلے ہوں، کیونکہ آب وہوا، غذا اور نسل کے فرق کی وجہ سے ان دانتوں کے نکلنے کی عمر میں کمی بیشی کا امکان ہوتا ہے۔ البتہ جب کسی جانور کے بارے میں کسی معتبر ذریعہ سے عمر کے پورا ہونے کا علم واطمینان نہ ہو، تو پھر پختہ دو دانتوں کے مکمل نکل آنے کو عمر کے پورا ہونے کی علامت قرار دیا جانا ممکن ہے۔

اس سلسلہ میں چند اُردو فتاویٰ نقل کئے جاتے ہیں۔

امدادُالفتاویٰ میں ہے کہ:

تفسیر معتبر ومدار حکم عمر خاص ہی کے ساتھ ہے، مگر چونکہ اس عمر خاص میں اکثر دانت بھی طلوع ہوجاتے ہیں، اس لئے اہلِ لغت طلوعِ سن سے تفسیر کردیتے ہیں، ورنہ دانت نکلنے پر مدار حکم نہیں ہے، شیخ موصوف ہی نے بعد دعویٰ اتحاد سنہ وثنیہ کے لکھا ہے "**وھو من الابل مااستکمل خمس سنین وطعن فی السادسة ومن البقر ما استکمل سنتین ومن الغنم ضانا کان او معزا مااستکمل سنة ھکذا فی الھدایة**" چنانچہ بعض اوقات خود اہلِ لغت بھی عمر ہی کے ساتھ تفسیر کردیتے ہیں، چنانچہ تلخیص النہایہ میں ہے کہ "**والمسن من البقر ما دخل فی السنة الثالثة اھ**" (ج۲ص۲۰۳) اور اس سے یہ توہّم نہ کیا جاوے کہ سن بعمر لیا گیا ہے، سن تو بمعنیٰ دندان ہے، لیکن طلوعِ دندان چونکہ عادۃً اس عمر میں ہوتا ہے، اس لئے عمر کے ساتھ تفسیر کردی، خواہ دانت طلوع ہو یا نہ ہو، اور جب کہ فقہاء تصریح کرتے ہیں کہ اکثر دانتوں کا ہونا یا اتنے دانتوں کا ہونا جس سے گھاس کھا سکے، جوازِ تضحیہ کے لئے کافی ہے، تو کسی خاص دانت کے نکلنے پر کیسے مدار ہوگا، **فی الدر المختار "ولا بالتھماء التی**

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أَسَنّ وأَسَنَّها اللهُ أَی أَنْبَتها وفی حدیث عمر رضی الله تعالی عنه أَنه خطب فذكر الربا فقال إن فیه أَبواباً لا تَخْفی علی أَحدٍ منها السَّلَمُ فی السِّنّ یعنی الرقیقَ والدوابَّ وغیرهما من الحیوان أَراد ذوات السِّنّ وسِنُّ الجارحة مؤَنثة ثم استعیرت للعُمُر استدلالاً بها علی طوله وقصره وبقیت علی التأْنیث(لسان العرب، ماده سنن) وَأَسَنَّ الْإِنْسَانُ وَغَیْرُهُ إِسْنَانًا إذَا كَبِرَ فَهُوَ مُسِنٌّ وَالْأُنْثَی مُسِنَّةٌ وَالْجَمْعُ مَسَانُّ قَالَ الْأَزْهَرِیُّ وَلَیْسَ مَعْنَی إسْنَانِ الْبَقَرِ وَالشَّاةِ كِبَرُهَا كَالرَّجُلِ وَلَكِنْ مَعْنَاهُ طُلُوعُ الثَّنِیَّةِ (المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، کتاب السین، باب السین مع النون)

لااسنان لها ویکفی بقاء الاکثر وقیل ما تعتلف به" (امدادالفتاویٰ ج۳ص۶۱۳، کتاب الذبائح والاضحیۃ والصید والعقیقۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ اصل دارومدار جانور کی عمر پورا ہونے پر ہے، لیکن اس عمر میں اکثر جانوروں کے عادتاً دودانت بھی نکل آتے ہیں، اس لئے بعض اوقات دانتوں کے نکل آنے سے بھی تفسیر کردی جاتی ہے۔ لیکن اس کا مقصود بھی عمر کے پورا ہونے کو بتلانا ہوتا ہے، جس پر کہ اصل مدار ہے۔

اور کفایت المفتی میں ہے کہ:

قربانی کے لیے جانوروں کی عمریں متعین ہیں، بکری بکرا ایک سال کا ہو، اور گائے دوسال کی، چونکہ اکثری حالات میں جانوروں کی صحیح عمر معلوم نہیں ہوتی، اس لیے ان کے دانتوں کو عمر معلوم کرنے کا اور اس پر عمل کرنے کا احتیاطاً حکم دیا گیا ہے، دانتوں کی علامت ایسی ہے کہ اس میں کم عمر کا جانور نہیں آسکتا، ہاں زیادہ عمر کا جانور آجائے تو ممکن ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پس اگر کسی شخص کے گھر بکرا ذی الحجہ کی پہلی تاریخ کو پیدا ہوا، اور اسی کے گھر پرورش پاتا رہا، تو آئندہ ذی الحجہ کی دس تاریخ کو وہ ایک سال نو دن کا ہوگا، اب اگر اس کے پکے دانت نہ نکلے ہوں، تب بھی وہ اس کی قربانی کرسکتا ہے، کیونکہ اس کی عمر یقیناً ایک سال کی پوری ہوکر آٹھ نو روز زائد کی ہوچکی ہے، لیکن وہ یہ حکم نہیں دے سکتا کہ بے دانت کا ہر بکرا قربانی کیا جاسکتا ہے، خواہ اس کی عمر کا یکسالہ ہونے کا یقین ہو یا نہ ہو۔ بس میرے خیال میں یہ بات صحیح ہے مسنۃ کے معنیٰ دانت والے اور سال بھر والے دونوں ہوسکتے ہیں۔ لیکن سال بھر کا ہونا کسی بکرے کا جس کی تاریخ پیدائش معلوم نہ ہو، یا مشتبہ ہو، بغیر دودانتوں کے معلوم نہیں ہوسکتا، اس لیے عام حکم یہی دینا مناسب تھا اور وہی دیا گیا (کفایت المفتی، جلد۸صفحہ۲۱۷، کتاب الاضحیۃ والذبیحۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ مسنہ کے معنیٰ سال اور دانت دونوں ممکن ہیں، اور اگر جانور کی عمر پوری ہو تو اس کی قربانی جائز ہے، خواہ سامنے کے پکے دودانت بھی نہ نکلے ہوں، لیکن اگر جانور کی عمر مشتبہ ہو تو دانتوں کو عمر معلوم کرنے اور اس پر عمل کرنے کا احتیاطاً حکم دینا مناسب ہے۔

اور فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ:

جس طرح سال بھر کا ہونے کے باوجود دودانت ہونا لازم نہیں، اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ

Idara Ghufran

سال بھر سے پہلے ہی دانت ہوجائیں، کیونکہ علامات سے ان کے متعلقات کا تخلف کچھ محال نہیں، چنانچہ شیخ المحققین ابن الہمام نے فتح القدیر، کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، میں تحریر فرمایا ہے: ”**فإن المراد بالدليل الأمارة وهي مما قد يجزم بتخلف متعلقها مع قيامها، كوقوف بغلة القاضي على بابه مع العلم بأنه ليس في داره**“ (فتح القدیر ج۲ ص۲٦۷) لہٰذا دو دانت ہونے پر بھی ایک سال کی عمر کا حکم لگانا قطعی نہیں (فتاویٰ محمودیہ مبوب، ج۱۷ ص۳٦۸، فصل فی سن الاضحیۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ عمر پوری ہونے کے لئے سامنے کے پختہ دو دانت ہونا لازم اور ضروری نہیں، بلکہ یہ علامت کے درجہ کی چیز ہے، اور ان کا عمر کے پورا ہونے سے اختلاف ممکن ہے۔

اور فتاویٰ رحیمیہ میں ہے کہ:

اور شرط یہ ہے کہ گائے بھینس دو سال سے کم کی نہ ہو، اور اونٹ پانچ سال سے کم نہ ہو، اور بھیڑ بکری ایک سال سے کم کی نہ ہو، اور چھ ماہ کا دنبہ جس کا ساتواں مہینہ شروع ہوا ہو، وہ جائز ہے، حدیث شریف میں لفظ ”مسنۃ“ آیا ہے، جس کے معنیٰ دو ہیں: سن رسیدہ جانور، دانت والا جانور۔ فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے عمر کا اعتبار کیا اور دانت کو اس کی علامت قرار دیا ہے، قربانی کا جانور ”مسنۃ“ ہو، یعنی سن رسیدہ، تو اس کی قربانی درست ہے، دانت کی علامت ہو تو بہتر ہے، دانت کی علامت پر مدار نہیں، دانت سن رسیدگی کی علامت ہے۔

مثال کے طور پر لڑکا، لڑکی سن رسیدگی سے بالغ ہوجاتے ہیں، اور شرعی احکام کے مکلّف ہوجاتے ہیں، اور شادی کے قابل ہوجاتے ہیں، اور بلوغ کی علامت حیض اور احتلام ظاہر ہو یا نہ ہو، اگر کسی لڑکی کو سن رسیدگی کے بعد بھی حیض نہ آئے، تب بھی وہ بالغہ ہے، اس طرح قربانی کا جانور سن رسیدہ ہو، تو قربانی درست ہے، دانت کی علامت ہو یا نہ ہو، سن رسیدگی کا یقین ہونا ضروری ہے، فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ، ج۱۰ ص۴۸، کتاب الاضحیہ، باب من الاضحیۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ مسنۃ کے معنیٰ سن رسیدہ اور دو دانت والے دونوں ہیں۔

اور اصل مدار عمر کے پورا ہونے پر ہے، اور دانت ایک علامت کے درجہ کی چیز ہے، لہٰذا عمر پوری ہو اور پختہ دو دانت نہ ہوں تو قربانی جائز ہے، عمر پوری ہونے کا یقین واطمینان حاصل کرلینا ضروری ہے۔

اور احسن الفتاویٰ میں ایک سوال اور جواب درجِ ذیل طریقہ پر ہے کہ:

سوال: کبھی بکری کی عمر ایک سال اور گائے کی دو سال ہو جاتی ہے، مگر دانت ظاہر نہیں ہوتے، کیاان کی قربانی جائز ہے؟

جواب: عمر پوری ہونے کا اطمینان ہو، تو جائز ہے، واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۵۲۰)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر جانور کے پختہ دو دانت نہ ہوں، لیکن عمر پوری ہونے پر اطمینان ہو تو قربانی جائز ہے۔

اور موجودہ دور کے ماہرینِ فن کی تحقیق بھی مذکورہ فقہائے کرام اور اہلِ لغت کی مذکورہ تحقیق سے مختلف ثابت نہیں ہوسکی۔ کہ انہوں نے بھی نسل، آب وہوا اور غذا کے مختلف ہونے کی وجہ سے پختہ دانتوں کے مختلف عمروں میں نکلنے اور مکمل ہونے کا اعتراف کیا ہے، اور دانتوں کو جانور کی عمر کے پہچاننے کی علامت قرار دیا ہے، اور عام حالات میں بکرے اور بکری میں ایک سال مکمل ہونے پر اور گائے، بھینس میں دو سال مکمل ہونے پر اور اونٹ میں پانچ سال مکمل ہونے پر دو سامنے کے پختہ دانت مکمل طور پر (نہ کہ ناقص طور پر) نکل آنے کا اعتراف کیا ہے۔ ؁

خلاصہ یہ کہ دنبے اور بھیڑ کے چھ مہینے مکمل ہونے پر (جبکہ وہ سال بھر کے دنبوں کی طرح

؁ (TEETH AND AGE OF THE GOAT)

The eight teeth in the lower front jaw of your goat can help you to tell his age. They are not an exact or perfect guide, as various factors such as diet will influence the growth of teeth. Also, every goat is an individual just like you and your friends. Remember, not all your baby teeth fell out at the same time as those of other children in your classes. A goat's teeth may grow and fall out at slightly different ages than the teeth of any other goat............

The goat loses the two middle front teeth when it is around 12 months old, and they are replaced by larger, permanent teeth.

(Teeth and age of the Goat by Dr. E. A. B. Oltenacu)

(http://www.ansci.cornell.edu/4H/meatgoats/meatgoatfs11.htm)

(Determining the age of cattle by their teeth)

Factors such as nutritional background, inheritance and geographical location account for these differences. ....

Eruption of the first permanent incisors (central) occurs when the animal is 19 to 20 months of age. this eruption is a gradual process.

(http://www.agrovetmarket.com/TechnicalArticlesUI.aspx?.language=2&.article=118)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

تندرست وتوانا ہو) اور بکرے، بکری کے ایک سال مکمل ہونے پر اور گائے، بیل، بھینس اور بھینسے کے دو سال مکمل ہونے پر اور اونٹ اور اونٹنی کے پانچ سال مکمل ہونے پر قربانی جائز ہے، خواہ اُس کے سامنے کے دودانت بھی نہ نکلے ہوں، کیونکہ اصل دارومدار عمر کے پورا ہونے پر ہے، پس اگر عمر پوری ہونے کا یقین یا اطمینان ہوتو قربانی جائز ہے۔

اور اگر کسی جانور کے بارے میں عمر پوری ہونے کا یقین نہ ہو، اور نہ ہی کسی معتبر ذریعہ سے علم واطمینان حاصل ہوسکے، تو سامنے کے دودانتوں کے مکمل نکل آنے کو قربانی کے اعتبار سے جانور کی عمر کے مکمل ہونے کی علامت قرار دینا درست ہے۔

لیکن اگر کسی نے دودانت ہونے کی رعایت نہیں کی، اور اپنی طرف سے، جانور کے فروخت کرنے والے مسلمان کے بیان پر اعتبار کرتے ہوئے عمر پوری سمجھ کر قربانی کردی، تو اس کی قربانی کا اعادہ واجب نہیں ہوگا۔ وہ الگ بات ہے کہ فروخت کنندہ غلط بیانی سے کام لیتا ہے، تو اس پر اس کا پورا پورا وبال ہوگا۔

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان ۸/شعبان/۱۴۳۲ھ 09/جولائی/2011ء بروز پیر

ادارہ غفران راولپنڈی

(ماخوذاز: ''ذُوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام'' صفحہ ۵۰۱ تا ۵۱۰، طباعتِ پنجم: شعبان ۱۴۳۲ھ جولائی 2011ء)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(AGEING CAMELS BY EXAMINATION OF TEETH)

At 4 years deciduous incisors have worn down to small irregularly shaped, loose stumps. At 4.5 - 5 years lower deciduous premolars are shed and are usually not replaced. Permanent central incisors erupt behind the deciduous stumps (if latter still present).

At 5 - 5.5 years upper permanent premolars 2 & 3's, and permanent lower premolar 2's erupt. Deciduous lateral incisors are shed. Upper and lower molar 1's and 2's are in wear and molar 3's about to erupt.

(http://www.camelsaust.com.au/liveage.htm)

ملحوظ رہے کہ مذکورہ ماہرین کی رائے انگریزی سال وماہ کے اعتبار سے ہے، جبکہ شرعاً قربانی کے جانور کی عمر کا اعتبار قمری سال وماہ کے اعتبار سے ہے، اور قمری سال عموماً تین سو چوّن دن کا، اور انگریزی سال تین سو پینسٹھ دن کا ہوتا ہے۔

اس حساب سے قمری سال، مروجہ عیسوی سال سے تقریباً دس دن کم کا ہوتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

اچھے اور بُرے خواب (قسط۴)

خواب کس کے سامنے بیان کرنا چاہئے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پہلے گزر چکا ہے کہ:

اَلـرُّؤْيَا ثَـلَاثٌ: فَبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ، وَحَدِيْثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِيْفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنْ رَاٰى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا تُعْجِبُهُ فَلْيَقُصَّهَا، إِنْ شَاءَ، وَإِنْ رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ، فَلَا يَقُصَّهُ عَلٰى أَحَدٍ، وَلْيَقُمْ يُصَلِّيْ (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ٣٩٠٦،باسناد قوی)

ترجمہ: خواب تین طرح کا ہوتا ہے، ایک اللہ کی جانب سے خوشخبری والا، ادوسرا حدیثِ نفس (یعنی نفسانی وخیالی خواب) اور تیسرا شیطان کی طرف سے خوف اور ڈر دلانے والا خواب، پس تم میں سے جو کوئی ایسا خواب دیکھے، جو اسے اچھا لگے، تو اسے چاہئے کہ اگر وہ چاہے، تو اسے (کسی خیر خواہ کے سامنے) بیان کردے، اور اگر کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے، تو اسے کسی کے سامنے بیان نہ کرے، بلکہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے اصولی طور پر یہ بات معلوم ہوگئی کہ نفسانی وشیطانی خواب کو کسی کے سامنے بیان نہ کرنا چاہئے، بلکہ ایسی حالت میں اٹھ کر نماز پڑھنی چاہئے، اور بعض احادیث کی رُو سے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا چاہئے، اور تین مرتبہ بائیں طرف تھتکار دینا چاہئے، اور کروٹ بدل کر سوجانا چاہئے، جیسا کہ پہلے باحوالہ گزرا۔

اور اس کے برعکس اچھا خواب دیکھنے کی صورت میں دوسرے کے سامنے بیان کی گنجائش ہے، تاہم دوسرے کے سامنے بیان کرنا ضروری نہیں، لیکن خواب کو کسی کے سامنے بیان کرنے کا معاملہ انتہائی نازک ہے کہ خواب بیان کرنے سے پہلے معلق رہتا ہے، اور بیان کرنے کے بعد وہ واقع ہوجاتا ہے، اور اسی وجہ سے خواب کو ہر ایک کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اگر بیان کرے تو کسی معتبر عالمِ دین یا ہمدرد وخیر وخواہ شخص کے سامنے ہی بیان کرے، تاکہ وہ بری اور غلط تعبیر سے پرہیز کرے، اور اچھی تعبیر بیان کرے، اور اسی وجہ سے تعبیر دینے والے کے لئے بھی حکم ہے کہ وہ خواب کی اچھی تعبیر بیان کرے، اور بری تعبیر

سے پرہیز کرے۔ اگر کوئی دوسرے کے سامنے اپنا خواب بیان نہ کرے، تو خود اپنے لئے حکم یہ ہے کہ اچھے خواب پر اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھے، اور برے خواب پر اعوذ باللہ پڑھے، اور اس کو جھڑک دے، اور اس خواب کی برائی کو ذہن سے نکال دے۔

(کذافی: شرح مشکل الآثار للطحاوی،باب بیان مشکل ما روی عنه علیه السلام من قوله " :الرؤیا علی رجل طائر ما لم تعبر فإذا عبرت سقطت)

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :رُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ عَلٰى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا فَإِذَا حَدَّثَ بِهَا وَقَعَتْ(سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۲۷۹)

ترجمہ: نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا خواب نبوت (کے علم) کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے، اور جب تک وہ کسی سے بیان نہ کرے، تو وہ پرندے کے پاؤں پر (معلق) ہوتا ہے، پھر جب وہ (کسی کے سامنے) اس خواب کو بیان کر دیتا ہے، تو وہ واقع ہو جاتا ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :الرُّؤْيَا عَلٰى رِجْلِ طَائِرٍ، مَا لَمْ تُعَبَّرْ فَإِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ قَالَ :وَأَحْسِبُهُ قَالَ :وَلَا تَقُصَّهَا إِلَّا عَلٰى وَادٍّ، أَوْ ذِيْ رَأْيٍ (سنن ابی داؤد،رقم الحدیث ۵۰۲۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب کی جب تک تعبیر نہ دی جائے، اس وقت تک وہ پرندے کے پاؤں پر (معلق) ہوتا ہے، پھر جب اس کی تعبیر لے لی جاتی ہے، تو وہ واقع ہو جاتا ہے، اور (راوی) کہتے ہیں کہ میرے گمان کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ آپ اس خواب کو صرف محبت رکھنے والے یا صاحبِ علم کے سامنے ہی بیان کرو (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَأَحْسَبُهُ قَالَ: وَلَا يُحَدِّثُ بِهَا إِلَّا لَبِيْبًا أَوْ حَبِيْبًا(سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۲۷۸)

ترجمہ: میرے گمان کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اس خواب کو صرف سمجھدار اور دوست سے ہی بیان کرے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ خواب کو ہر کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ہمدرد و خیر خواہ یا کسی صاحبِ علم

کے سامنے بیان کرنا چاہئے، کیونکہ دشمن یا جاہل جہالت یا عناد وحسد کی وجہ سے غلط تعبیر نکالتا ہے۔
(کذافی: مرقاۃ المفاتیح، ج۷ص ۲۹۲۹، ۲۹۳۰، کتاب الرؤیا،الفصل الثانی)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ الرُّؤْيَا تَقَعُ عَلَى مَا تُعَبَّرُ، وَمَثَلُ ذَلِکَ مَثَلُ رَجُلٍ رَفَعَ رِجْلَهُ فَهُوَ يَنْتَظِرُ مَتَى يَضَعُهَا، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا إِلَّا نَاصِحًا أَوْ عَالِمًا(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۸۱۷۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب کی جیسی تعبیر لی جائے، اس کے مطابق واقع ہوجاتا ہے، اور اس خواب کی مثال، اس آدمی کی طرح ہے، جو اپنا پاؤں اٹھاتا ہے، پھر وہ انتظار کرتا ہے کہ اس کو کب رکھے گا (یعنی خواب معلق ہوتا ہے) پس جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے، تو اس کو صرف اپنے خیر خواہ یا عالم سے ہی بیان کرے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ :لَا تَقُصُّوا الرُّؤْيَا إِلَّا عَلٰى عَالِمٍ أَوْ نَاصِحٍ (سنن دارمی،رقم الحدیث ۲۱۹۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے کہ تم خواب کو صرف عالم یا خیر خواہ کے سامنے ہی بیان کرو (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِذَا عَبَرْتُمْ لِلْمُسْلِمِ الرُّؤْيَا فَاعْبُرُوهَا عَلَى الْخَيْرِ، فَإِنَّ الرُّؤْيَا تَكُونُ عَلٰى مَا يَعْبُرُهَا صَاحِبُهَا(سنن دارمی، رقم الحدیث ۲۲۰۹)

ترجمہ: جب تم کسی مسلمان کے خواب کی تعبیر دو، تو اس کی خیر والی (اور اچھی) تعبیر دو، کیونکہ خواب اس کے مطابق (واقع) ہوتا ہے، جیسی اس خواب والے کو تعبیر دی جائے (ترجمہ ختم)

اور جب خواب کی تعبیر اور اس کا نتیجہ اخذ کرنے سے پہلے وہ معلق رہتا ہے، اور تعبیر حاصل کرنے کے بعد وہ اس کے مطابق واقع ہوجاتا ہے، تو اسی سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اصل اعتبار پہلی تعبیر کا ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں بھی اس مضمون کا ذکر آیا ہے (ملاحظہ ہو: سنن ابنِ ماجہ، رقم الحدیث ۳۹۱۵)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ آج کل جو بہت سے لوگ خواب کو بلا جھجک ہر کس وناکس کے سامنے بیان

کردیتے ہیں، یا مختلف لوگوں کے سامنے بیان کرتے رہتے ہیں، یہ طرزِ عمل درست نہیں ہے۔ ؎۱

؎۱ (إن الرؤيا تقع على ما تعبر) بالتشديد أى تفسر قال فى الصحاح :عبر الرؤيا فسرها وعبرها أيضا تعبيرا (ومثل ذلك مثل رجل رفع رجله فهو ينتظر متى يضعها (فإذا رأى أحدكم رؤيا فلا يحدث بها إلا ناصحا أو عالما) أى بتأويلها وسيجىء توجيهه >تنبيه <قال ابن عربى :لله تعالى ملك موكل بالرؤيا يسمى الروح وهو دون السماء الدنيا وبيده صورة الأجساد التى يدرك النائم فيها نفسه وغيره وصور ما يحدث من تلك الصور من الأكوان فإذا نام الإنسان أو كان صاحب غيبة وفناء أو قوة إدراك لا تحجبه المحسوسات فى يقظته عز إدراك ما بيد هذا الملك من الصور فيدرك ما يدركه النائم لأن اللطيفة الإنسانية تنتقل بقواها من حضرة المحسوس إلى حضرة الخيال المتصل بها الذى محله مقدم الدماغ فيفيض عليها ذلك الروح الموكل بالصور من الخيال المنفصل عن الإذن الإلهى ما يشاء الحق أن يريه لهذا النائم ومن ذكر معه من المعانى متجسدة فى الصور التى بيد هذا الملك فمنها ما يتعلن بالله وما يوصف به من الأسماء فيدرك الحق فى صورة أو القرآن أو العلم أو الرسول الذى هو على شرعه فيما يحدث للرأى ثلاث مراتب أو إحداها (أحدها) أن يكون الصورة المدركة راجعة للمرئى بالنظر إلى منزلة ما من منازله أو صفاته الراجعة إليه فتلك رؤيا الأمر على ما هو عليه بما يرجع إليه (الثانية) أن تكون الصورة المرئية راجعة لحال الرائى فى نفسه (الثالثة) أن تكون راجعة إلى الحق المشروع والناموس الموضوع أى ناموس كان فى تلك البقعة التى رأى تلك الصورة فيها فى ولاية أمر ذلك الإقليم القائمين بناموسه وما ثم رتبة رابعة فالأولى حسية كاملة لا تتصف بقبح ولا نقص والأخيران قد تظهر الصورة فيها بحسب الأحوال من حسن وقبح ونقص وكمال فإن كان من تلك الصورة خطاب فهو بحسب ما يكون الخطاب وبقدر ما يفهم منه فى رؤياه ولا يعول على التعبير فى ذلك بعد الرجوع إلى الحس إلا إن كان عالما بالتعبير أو يسأل عالما به وينظر حركة الرائى مع تلك الصورة من أدب واحترام وغير ذلك فإن حاله بحسب ما يصدر عنه من معاملته لتلك الصورة فإنها صورة حق بكل وجه وقد يشاهد الروح الذى بيده الصورة وقد لا وما عدا هذه الصورة فليست إلا من الشيطان إن كان فيه تحزين أو مما يحدث به المرء نفسه فى يقظته فلا يعول عليها ومع ذلك إذا عبرت كان لها حكم ولا بد يحدث لها ذلك من قوة التعبير لا من نفسها وذلك أن الذى يعبرها ولا يعبرها حتى يصورها فى خياله من المتكلم فقد انتقلت تلك الصورة عن المحل التى كانت فيه حديث نفس أو تحزين شيطان إلى حال العابر لها وما هى له حديث نفس فيتحكم على صورة محققة ارتسمت فى ذاته فيظهر لها حكم أحدثه حصول تلك الصورة فى نفس العابر كما جاء فى نفس قصة يوسف عليه السلام مع الرجلين وكانا كذبا فلما تخيلا ذلك وقصاه على يوسف عليه السلام حصل فى خياله صورة من ذلك ولم يكن يوسف حدث بذلك نفسه وصارت حقا فى حقه فكأنه هو الرائى لتلك الرؤية لذلك الرجل وقاما له مقام الملك الذى بيده صورة الرؤيا فلما عبرها لهما قالا ما رأينا شيئا فقال "قضى الأمر "فخرج الأمر فى الحس كما عبر(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۲۰۰۱)

بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام قیمت:-/320

وتر کی نماز کے فضائل واحکام

وتر کی نماز کی فضیلت واہمیت، وتر کی نماز کی رکعات کی تعداد وطریقہ اور اس کا ثبوت، وتر کی نماز میں دعائے قنوت کا ثبوت اور اس کا طریقہ، اور وتر اور قنوت کے اہم مسائل۔ مستند مآخذ ومراجع کے ساتھ

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

عبرت کدہ　　﴿اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾　　ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۱۶)

حضرت یوسف علیہ السلام کا قید و بند کو ترجیح دینا

جب زنانِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال دیکھا، اور حواس باختہ ہوکر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے، تو اس موقع پر عزیزِ مصر کی بیوی نے ان کو ملامت کرنا شروع کی، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

قَالَتْ فَذٰلِکُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ وَلَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَلَیَکُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ (سورۃ یوسف، آیت ۳۲)

ترجمہ: کہا یہی تو ہے وہ کہ جس کے معاملہ میں تم نے مجھے ملامت کی تھی اور یقیناً میں نے اس سے دلی خواہش ظاہر کی تھی پھر اس نے اپنے آپ کو روک لیا (گناہ کی دعوت قبول نہیں کی) اور اگر وہ میرا کہنا نہ مانے گا تو ضرور قید کر دیا جائے گا اور ذلیل ہوکر رہے گا۔

اس آیت کی روشنی میں بعض معاشرتی برائیوں کا جائزہ

لمتننی فیه جس کے بارے میں تم مجھے برا بھلا کہتی تھیں، لعنت، ملامت، طنز و تشنیع کرتی تھیں۔

شریعت کی تعلیم اور مومن کی شان یہ ہے کہ برائی اور منکر دیکھے یا اس کے علم میں آئے تو مبتلا شخص کو علیٰحدگی میں سمجھائے، نصیحت کرے، الا یہ کہ نصیحت یا سمجھانے کا وہ الٹا اثر لے، اس منع کرنے والے کو جان و مال یا عزت و آبرو کا نقصان پہنچائے یا مزید ہٹ دھرمی پر اتر آئے تو تب سکوت اختیار کرے اور دل سے اس برائی کو برا سمجھے کسی طرح اس برائی میں شریک وحصہ دار یا معاون نہ بنے۔

لیکن یہ تو کسی طرح جائز نہیں کہ اس برائی کو لیکر خوب پروپیگنڈا کرے، اور ان برائی کی باتوں کو مزے لے کر اور خوب بڑھا چڑھا کر نشر کرے، مجلسیں گرمائے، مبتلا شخص کی غیبت، لعنت ملامت کو اپنا مشغلہ بنائے۔

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ زنانِ مصر یہی غلط روِش عزیزِ مصر کی بیوی کے معاملے میں اپنائے ہوئے تھیں،

اورخودان کی اپنی اخلاقی پسماندگی کا یہ عالَم تھا کہ جب عزیزِ مصر کی بیوی کے ہاں تقریب میں مدعو ہوئیں (جو یوسف کو دکھانے کا بہانہ تھی) اور وہاں یوسف کے حسنِ خداداد کی ایک جھلک ان پر پڑی، تو حواس باختہ ہوگئیں اور جس برائی پر پہلے اکیلے عزیزِ مصر کی بیوی یوسف کو قائل اور مائل کرنے پر تلی ہوئی تھی اب یہ زنانِ مصر بھی عزیزِ مصر کی بیوی کی ہم نوا بن کر یوسف کو اس طرف مائل کرنے لگیں۔ [۱]

حالانکہ کل تک یہ زنانِ مصر اسی زبان سے عزیزِ مصر کی بیوی پر طنز و تشنیع کے نشتر برسا رہی تھیں، کہ عزیزِ مصر کی بیوی میں شرم وحیا نامی چیز ہی نہیں، بے شرمی اور سوقیانہ پن پر اس نے کمر باندھ رکھی ہے۔

ہم اپنے معاشرے میں اس روش پر چلنے والے لوگوں کا جائزہ لیں جو مذکورہ شرعی تعلیم کے مطابق منکر و برائی کی اصلاح کے بجائے اس منکر (یعنی دوسرے کی برائی) کا پروپیگنڈا کرتے اور گھر گھر، مجلس مجلس اسی گاتے پھرتے ہیں، ان لوگوں کی اپنی اخلاقی حالت قابلِ رشک نہیں ہوتی، وہ جس منکر پر نکیر کی شکل میں پروپیگنڈا، غیبت، طنز وتشنیع کر کر کے اپنی مجلسوں کو رونق بخشتے ہیں، موقع ملنے کی دیر ہوتی ہے کہ وہ اس منکر یا اس طرح کہ کسی اور منکر میں مبتلا ہوجاتے ہیں، یا عینِ غیبت اور طنز و تشنیع کی مجلس آرائیوں کے وقت وہ خود دوسرے منکرات میں سراپا ملوث اور لتھڑے ہوئے ہوتے ہیں۔

اور سب سے بڑی بات یہ کہ دوسرے کے عیب یا برائی کو اس طرح نشر کرنا، غیبت و پروپیگنڈا کرنا اور طنز و تشنیع کے سوہان پر اس کو چڑھانا خود کون سا قابلِ رشک عمل ہے، بلکہ یہ طرزِ عمل خود کئی منکرات کا مجموعہ ہے، غیبت مستقل منکر ہے، پروپیگنڈا مبالغہ آرائی خود ایک بڑا منکر ہے، طنز و تشنیع بذاتِ خود منکر ہے، برائی کی باتوں کو معاشرے میں نقل کرنا اور اس پر مجلسیں گرمانا، یہ طرزِ عمل اس برائی کی تبلیغ و ترویج کرنے اور اس کی قباحت دلوں سے نکالنے کے مترادف ہے، ایسی معاشرت میں مبتلا معاشرے میں خیر و اصلاح پھیلے تو کیونکر پھیلے؟ جب برائی کی روک تھام کی بجائے معاشرہ اس پر مزید برائیوں کی حاشیہ آرائی کرے۔ فتدبر!

جب حضرت یوسف علیہ السلام عزیزِ مصر کی بیوی کی یہ دھمکی سن کر بجائے ڈھیلے پڑنے کے (جس کی زلیخا توقع کررہی تھی) فرمانے لگے کہ جس گناہ کی طرف یہ مجھ کو دعوت دے رہی ہے، اس گناہ میں مبتلا ہونے سے بہتر ہے کہ میں جیل میں قید ہوجاؤں۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْدَهُنَّ

---

[۱] جیسا کہ اگلی آیت میں ''کیدہن'' اور ''یدعوننی'' جمع مؤنث غائب کے صیغوں سے مفہوم ہوتا ہے۔

اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ (سورۃ یوسف، آیت ۳۳)

ترجمہ: یوسف علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میرے لیے قید خانہ بہتر ہے اس کام سے جس کی طرف مجھے (یہ سب) بلا رہی ہیں اور اگر آپ مجھ سے ان کا فریب دور نہیں کریں گے تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا۔

اس آیت میں نبوت سے پہلے نبی کی عصمت و پاکدامنی کا جو معیار ہے وہ ملاحظہ فرمائیں کہ گناہ نہ کرنے پر جیل بھجوانے کی دھمکی مل رہی ہے اور اللہ کا برگزیدہ بندہ جوانی کی جوبن کی حالت میں محض خشیتِ الٰہی کی وجہ سے اور مقامِ تقویٰ کی پاسداری کرتے ہوئے گناہ کے مقابلے میں جیل جانے کو ترجیح دے رہا ہے، معصیت کے مقابلے میں دنیا کی مصیبت کو اختیار کیا۔ ؎

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری وقت پیری گرگِ ظالم می شود پرہیز گار

نبی نبوت سے پہلے بھی ولایت کے اعلیٰ مقام پر ہوتا ہے اور اللہ کی طرف سے گناہوں سے محفوظ رکھا جاتا ہے، اس آیت سے یہ بات کتنی خوبی کے ساتھ سامنے آ رہی ہے۔

ویسے ہمارے دین میں یہ تعلیم ہے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے عافیت اور سلامتی مانگو، بڑی مصیبت سے بچنے کے لیے چھوٹی مصیبت مانگنے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگنی چاہیے، اللہ کے خزانوں میں کیا کمی ہے، جو بڑی مصیبت یا بڑی بلا سے بچا سکتا ہے وہ چھوٹی بلا یا آزمائش میں ڈالے بغیر بھی بچا سکتا ہے یوسف علیہ السلام تو اصحابِ عزیمت میں سے تھے ان لوگوں کی تو شان ہی کچھ اور ہی ہوتی ہے، باقی جو اللہ کو منظور ہو ہم اس پر راضی ہوں لیکن مانگیں عافیت ہی۔ ؎[1]

(جاری ہے.........)

---

[1] چنانچہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ، قَالُوا: فَمَاذَا نَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: سَلُوا اللَّهَ العَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ (ترمذی، رقم الحدیث ۳۵۹۴)

عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ بَعْضِ، أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَامَ أَبُو بَكْرٍ عَامَ اسْتُخْلِفَ فَقَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ سَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ، فَإِنَّهُ لَمْ يُعْطَ أَحَدٌ شَيْئًا، يَعْنِي خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ لَيْسَ الْيَقِينَ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۱۰۶۵۸)

طب وصحت مفتی محمد رضوان

گھروں کی نظافت وصفائی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ یُحِبُّ الطَّیِّبَ ، نَظِیْفٌ یُحِبُّ النَّظَافَةَ ، کَرِیْمٌ یُحِبُّ الْکَرَمَ ، جَوَّادٌ یُحِبُّ الْجُودَ، فَنَظِّفُوْا بُیُوْتَکُمْ ، وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْیَهُوْدِ الَّتِیْ تَجْمَعُ الْأَکْنَافَ فِیْ دُوْرِهَا (مسند ابی یعلیٰ) [1]

”بے شک اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہیں اور پاکیزگی کو پسند فرماتے ہیں، صاف ستھرے ہیں، اور صفائی ستھرائی کو پسند فرماتے ہیں، کریم ہیں، اور کرم کو پسند فرماتے ہیں، بہت زیادہ سخی ہیں اور سخاوت کو پسند فرماتے ہیں۔

لہٰذا تم اپنے گھروں کو بھی صاف ستھرا رکھا کرو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کیا کرو، جو کہ کوڑے کرکٹ کو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہیں“

اور حضرت سعید بن مسیّب سے ان کا یہ قول مروی ہے کہ:

إِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ یُحِبُّ الطَّیِّبَ، نَظِیْفٌ یُحِبُّ النَّظَافَةَ، کَرِیْمٌ یُحِبُّ الْکَرَمَ، جَوَّادٌ یُحِبُّ الْجُودَ، فَنَظِّفُوْا، أُرَاهُ قَالَ: أَفْنِیَتَکُمْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْیَهُوْدِ(سنن ترمذی) [2]

”بے شک اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہیں اور پاکیزگی کو پسند فرماتے ہیں، صاف ستھرے ہیں، اور صفائی ستھرائی کو پسند فرماتے ہیں، کریم ہیں، اور کرم کو پسند فرماتے ہیں، بہت زیادہ سخی ہیں اور سخاوت کو پسند فرماتے ہیں۔ لہٰذا تم اپنے گھروں کے باہر کے حصہ کو بھی صاف ستھرا رکھا کرو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کیا کرو“

---

[1] رقم الحدیث ۷۹۰، ج۲ص ۱۲۱، مسند سعد بن ابی وقاص، دار المأمون للتراث -دمشق. واللفظ لهٗ ورقم الحدیث ۷۹۱، الکامل لابن عدی، ج۳ص ۴۱۴، مسند البزار رقم الحدیث ۱۱۱۴، البحر الزخار رقم الحدیث ۹۹۶، مسند سعد بن وقاص رقم الحدیث ۲۶)

[2] رقم الحدیث ۲۷۹۹، ابواب الادب، باب ماجاء فی النظافة.

اس روایت کی سند میں محدثین کا کلام ہے،لیکن دوسری روایات کی وجہ سے وہ کلام مضر نہیں۔ [1]

اور حضرت ابو جعفر سے مرسلاً مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظِّفُوْا اَفْنِيَتَكُمْ فَاِنَّ الْيَهُوْدَ اَنْتَنُ النَّاسَ

(الزهد لوكيع،رقم الحديث۲۹۳، باب التنظف)

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی (رہائش گاہوں کی) فناؤں کو بھی صاف کرو، کیونکہ یہودی سڑے ہوئے لوگ ہیں (وہ صفائی نہیں کرتے)‘‘

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ سَخِيٌّ يُحِبُّ السَّخَاءَ نَظِيْفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ فَاكْسَحُوْا أَفْنِيَتَكُمْ (الكامل فى ضعفاء الرجال، ج۶ ص۱۰۵،دارالكتب العلمية، بيروت)

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہیں، جمال کو پسند فرماتے ہیں، سخی ہیں، سخاوت کو پسند فرماتے ہیں، نظیف ہیں، نظافت کو پسند فرماتے ہیں، پس تم اپنے گھروں کی فناؤں کی بھی صفائی کیا کرو‘‘

اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

طَهِّرُوْا اَفْنِيَتَكُمْ فَاِنَّ الْيَهُوْدَ لَا تُطَهِّرُ اَفْنِيَتَهَا (المعجم الاوسط للطبرانى ،رقم الحديث ۴۰۵۷) [2]

’’تم اپنے گھروں کی فناؤں (یعنی باہر کے حصوں) کو پاک وصاف رکھا کرو، کیونکہ یہود اپنی

---

[1] وہ کلام خالد بن الیاس کے بارے میں ہے، جو اس روایت کے ایک راوی ہیں، اور ان کو اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن ان کی حدیث بطور شواہد قبول کی جاسکتی ہے۔

اور نظافت کا اسلام میں پسندیدہ ہونا قواعد وجزئیات سے ثابت ہے، اس لئے متن کے اعتبار سے یہ مضمون درست ہے۔

قَالَ :فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ، فَقَالَ :حَدَّثَنِيهِ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ :نَظِّفُوا أَفْنِيَتَكُمْ .هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَخَالِدُ بْنُ إِلْيَاسَ يُضَعَّفُ(ترمذى، حواله بالا)

فإن قلت فى سنده خالد بن إياس وقيل خالد بن إياس ضعفه البخارى والنسائى وأحمد وابن معين قلت قال الترمذى مع ضعفه يكتب حديثه ويقويه ما روى عن الصحابة فى ذلك على ما ذكرناه(عمدة القارى، ج۵ ص۲۰۲ ،كتاب الاذان،باب أهل العلم والفضل أحق بالإمامة)

(أكرموا) ندبا (الشعر) أى شعر الرأس واللحية ونحوهما بترجيله ودهنه وإزالته من نحو إبط وعانة (البزار عن عائشة) ضعيف لضعف خالد بن إلياس لكن له عاضد(التيسير بشرح الجامع الصغير ،حرف الهمزة)

قال الالبانى: حسن(مشكاة المصابيح ، تحت رقم الحديث ۴۴۸۷، باب الترجل)

[2] قال الهيثمى:رواه الطبرانى فى الاوسط ورجاله رجال الصحيح خلا شيخ الطبرانى.(مجمع الزوائد ج۱ ص۲۸۶ ،باب فى الارض تصيبها النجاسة)

فناؤں کو پاک نہیں رکھتے‘‘

اس روایت میں اگرچہ نظافت کے بجائے طہارت کے الفاظ ہیں، لیکن طہارت کے لغوی معنیٰ نظافت اور مطلق (یعنی ہر قسم کے پاک وناپاک) میل کچیل دور کرنے کے آتے ہیں۔ [1]

اور دوسری روایات کے پیشِ نظر یہی معنیٰ مراد ہونا راجح ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ام ولد سے روایت ہے کہ:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَأْمُرُ بِدَارِهِ فَتُكْنَسُ حَتّٰى لَوِ الْتَمَسْتُ فِيهَا تِبْنَةً ،أَوْ قَصَبَةً مَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا (مُصنف ابن أبی شیبة،رقم الحدیث ۲۶۴۴۱،باب کنسِ الدّارِ ونظافتِها والطّرِیقِ)

’’حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گھر کی صفائی کا حکم دیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اگر مجھے ایک تنکا یا لکڑی ضرورت ہوتی، تو وہ مجھے نہیں مل پاتی تھی‘‘

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں نظافت اور صفائی کی اتنی تاکید ہے، کہ اپنے گھروں کو بھی صاف ستھرا رکھنے کا حکم ہے، اور جب گھروں کو بھی صاف ستھرا رکھنے کا حکم ہے تو خود انسان کے صاف ستھرا رہنے کا حکم کیونکر نہیں ہوگا؟ جبکہ بعض احادیث میں صراحتاً اپنے گھروں کے باہر والے حصوں کو بھی صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔صفائی کی اس سے زیادہ کیا اہمیت ہوگی؛ کہ گھروں سے باہر کے حصوں تک کو بھی صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

گھر کی فناء سے مراد وہ حصہ ہے جو گھر سے باہر متصل ہوتا ہے، گھر سے باہر جو نالی گزرتی ہے، وہ بھی گھر کی فناء میں داخل ہے، اور جب گھروں سے باہر کے متصل حصوں کو بھی صاف رکھنے کا حکم ہے، جبکہ ان حصوں میں انسان کے رہن سہن اور بود وباش کا تعلق بھی نہیں ہوتا، تو گھر کے اندرونی حصوں کی صفائی کا حکم بدرجۂ اولیٰ اس میں داخل ہے۔

اور گھر کے مفہوم میں رہائشی مکانات کے علاوہ کاروباری مقامات بھی داخل ہیں، اور فرش کے علاوہ گھر میں موجود تمام اشیاء بھی داخل ہیں، چنانچہ گھر کے در و دیوار، الماریاں، نشست وبرخواست کی اشیاء، بستر، گدے وغیرہ بھی اس حکم میں داخل ہیں۔

اس لئے حسبِ موقع وحسبِ ضرورت گھر اور اس میں موجود تمام اشیاء کی صفائی کرنی چاہئے، اور وقتاً فوقتاً

---

[1] الطهارة فی اللغة :النظافة والتنزة عن الأدناس .وفی الشرع :رفع الحدث وإزالة النجاسة، أو ما فی معناهما کالتیمم وتجدید الوضوء (تهذیب الاسماء واللغات للنووی، حرف الطاء، مادة طهر)

حسبِ حیثیت گھر میں چونا وغیرہ کرنا چاہئے، اور ہمیشہ ایک جگہ رہنے والی چیزوں کو ہٹا کران کے نیچے سے خوب اچھی طرح صفائی کرنی چاہئے۔

صفائی کرنے کے بعد کوڑے کو جمع کر لینا چاہئے اور گھر کے کسی ایک طرف ڈھک کر رکھ دینا چاہئے، اور موقع ملنے پر کوڑے والی مخصوص جگہ پہنچا دینا چاہئے۔

گھر میں یا گھر سے باہر ایسی جگہ کوڑا رکھنا یا پھینکنا جو دوسروں کی تکلیف کا باعث ہو مثلاً آمدورفت والے کی نظر پڑے، یا چلتے پھرتے ہوئے پیروں میں آئے یا اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے کی جگہ کے قریب ہو، اسلامی معاشرت کے خلاف ہے، اور بعض اوقات اس پر کوئی موذی جانور بھی آ جاتا ہے، جو تکلیف کا باعث ہوسکتا ہے، نیز بعض اوقات کوڑے کے خراب ہونے سے اس کی بدبو اور جراثیم پھیلتے ہیں، جو تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔ گھروں کے اندر اور گھروں سے متصل باہر نالیوں کی صفائی کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔ اور آج کل بیت الخلاء عموماً گھروں کا حصہ ہوتا ہے، اس لئے اس کی خصوصی صفائی کا بھی اہتمام کرنا چاہئے، بطورِ خاص استنجاء سے فارغ ہو کر پانی بہا دینا چاہئے۔

آج کل جدید تحقیق سے بھی یہ واضح ہوا کہ گھروں میں یا گھروں کے اردگرد کوڑا کرکٹ اور گندگی جمع ہونے سے زہریلے جانور اور مکھی، مچھر پیدا ہوتے ہیں، جو مختلف بیماریوں کا سبب بنتے ہیں، جن میں سے بعض بیماریاں انسان کے لئے مہلک بھی ہوتی ہیں۔

(ماخوذ از: ''صفائی وپاکیزگی کی فضیلت واہمیت'' طباعتِ دوم: ذوالقعدۃ۱۴۳۲ھ اکتوبر2011ء)

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام) (اضافہ واصلاح شدہ پانچواں ایڈیشن) صفحات:556

ذُوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام

اسلامی سال کے بارہویں مہینے ''ماہِ ذی الحجہ'' سے متعلق فضائل ومسائل اور بدعات ومنکرات

ماہِ ذی الحجہ خصوصاً عشرۂ ذی الحجہ، شبِ عید، عیدُ الاضحیٰ

اور قربانی کے بارے میں قرآن وحدیث میں وارد ہونے والے فضائل ومسائل

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

اخبارِ ادارہ **مولانا محمد امجد حسین**

ادارہ کے شب وروز

□......یکم/۸/۱۵/۲۲/۲۹ ذیقعدہ جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کی نشستیں حسبِ معمول منعقد ہوئیں۔

□......یکم/۸ ذیقعدہ کو مسجدِ غفران میں (بوجہ بیماری امجد) مولانا طارق محمود صاحب نے جمعہ پڑھایا۔

□......۲۶/شوّال بعد عصر ہفتہ وار مجلسِ ملفوظات کا دوماہ بعد نئے تعلمی سال میں آغاز ہوا۔

پھر ۱۷،۲۴/ ذیقعدہ اتوار کو بعد عصر یہ مجلس منعقد ہوتی رہی، اسی اتوار کو طلبہ وطالبات قرآنی شعبہ جات کے لیے بعد ظہر کا ہفتہ وار اصلاحی بیان بھی شروع ہوا، پھر ۲۶ شوال، ۱۷،۲۴/ ذیقعدہ کو بھی بعد ظہر یہ اصلاحی بیان ہوا۔

□......۲۶/شوال اتوار بعد مغرب ادارہ غفران کے تحت پانچ روزہ حج کورس شروع ہوا، اس میں حضرت مفتی محمد رضوان صاحب اور مفتی محمد یونس صاحب کے دروس ہوئے، روزانہ بعد مغرب تا عشاء اس کا دورانیہ تھا، گذشتہ پندرہ سال سے تواتر کے ساتھ سالانہ حج کورس کا یہ سلسلہ جاری ہے بحمد اللہ۔

□......۲۷/شوال سوموار، بندہ امجد کا آنکھ کا آپریشن الشفاٹرسٹ ہسپتال میں ہوا۔

□......۱۰/ ذیقعدہ بروز اتوار صبح دس تا ساڑھے گیارہ بجے خواتین کے لیے درس قرآن ہوا، پندرہ دن کے وقفے کے ساتھ خواتین کے لیے درسِ قرآن کی دوسری مجلس ۲۴/ ذیقعدہ کو دن دس تا ساڑھے گیارہ بجے تک ہوئی، درس کا یہ سلسلہ ان شاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

□......یکم/ ذیقعدہ بروز جمعہ بندہ امجد کے عزیز جناب قاری درویش صاحب مرحوم اللہ کو پیارے ہوگئے،، سال سوا سال سے کینسر کے موذی مرض میں مبتلا اور گذشتہ چند ماہ سے صاحبِ فراش تھے، سی ایم ایچ راولپنڈی وایبٹ آباد میں زیرِ علاج رہے، اسی تاریخ کو اہلیہ امجد (معلّمہ شعبہ بنات ادارہ غفران) کی پھوپھی صاحبہ سعودی عرب میں انتقال فرما گئی، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائیں۔

□......۵/ ذیقعدہ منگل رات کو مولانا عبد السلام صاحب لاہور، ملتان اور کراچی کے سفر پر بسلسلہ نشر واشاعت کتب روانہ ہوئے، ہفتہ کی رات ۸ ذیقعدہ کو بخیریت واپسی ہوئی۔

□......۱۵/ ذیقعدہ جمعہ صبح مولانا طارق محمود صاحب (مسئول شعبہ اشاعت) اشاعتِ کتب کے سلسلہ میں لاہور کے سفر پر گئے، اگلے دن علی الصبح واپسی ہوئی۔

﴿بقیہ صفحہ ۸۳ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/ستمبر 2011ء بمطابق ۲۲/شوال المکرّم1432ھ :افغانستان: کابل سابق افغان صدر برہان الدین ربانی خودکش حملے میں جاں بحق 22/ستمبر: دنیا کی آبادی 7ارب، مسلمان ایک ارب چھ کروڑ ہو گئے، ہر چوتھا فرد مسلمان ہے، رپورٹ 23/ستمبر: پاکستان: ڈینگی بے قابو مزید 11 افراد جاں بحق، 8ہزار بیمار، پنجاب کے سکول میں ہاف شرٹ نیکر اور شام کے وقت کھیلوں پر پابندی 24/ستمبر: یمن: صدر علی عبداللہ صالح 3 ماہ بعد واپس یمن پہنچ گئے، صنعاء میں فورسز کی فائرنگ، 6 مظاہرین ہلاک 25/ستمبر: پاکستان: الیکشن کمیشن 3 کروڑ 71 لاکھ جعلی ووٹوں کی تصدیق، ریاست جموں وکشمیر کے باشندوں کا پاکستان میں حق رائے دہی تسلیم 26/ستمبر : پاکستان: 18 سال سے کم عمر کے بچوں کو سگریٹ کے فروخت پر پابندی، قانون کا اطلاق یکم اکتوبر سے ہوگا ،دکاندار شناختی کارڈ چیک کرنے کا پابند ہوگا، قانون کی خلاف ورزی پر دکاندار کو سزا دی جائے گی 27/ستمبر: پاکستان: کلر کہار چکوال، موٹروے پر بس الٹنے سے طلبہ سمیت 37 افراد جاں بحق، 78 زخمی 28/ستمبر: جنوبی کوریا: ایک گھنٹہ بجلی بند رہنے پر وزیرِ اقتصادیات نے استعفیٰ دے دیا 29/ستمبر: پاکستان: سانحہ کلر کہار انتظامیہ اور بس مالکان ذمہ دار، لواحقین کے لیے مالی امداد کی منظوری 30/ستمبر: پاکستان: ملکی سلامتی پر قیادت متحد، امریکی الزامات مسترد، جارحیت برداشت نہیں کی جائے گی، اے پی سی یکم/اکتوبر: پاکستان: پیٹرول 4.15 اور ڈیزل 1.50 روپے مہنگا، ایل پی جی 5 روپے فی کلو سستی 02/اکتوبر: پاکستان: سلمان تاثیر قتل کیس، انسداد دہشتگردی عدالت سے ممتاز قادری کو 2 مرتبہ پھانسی اور 2 لاکھ روپے جرمانے کی سزا 03/اکتوبر: پاکستان: بدترین لوڈشیڈنگ عوام مشتعل، لاہور، فیصل آباد میں شدید ہنگامے، کئی شہر میدان جنگ بن گئے 04/اکتوبر: پاکستان: لوڈشیڈنگ کیخلاف پنجاب بھر میں تشدد و احتجاج حکومت مخالف نعرے، بلوں کی ادائیگی روکنے اور سول نافرمانی کی دھمکی 05/اکتوبر: پاکستان: کوئٹہ میں بس پر فائرنگ، ہزارہ کمیونٹی کے 14 افراد ہلاک، شہر میں ہنگامے اور جلاؤ گھیراؤ 06/اکتوبر: پاکستان: متاثرین سیلاب، وطن کارڈ کے ذریعے 2 سال میں بھی امداد کی پہلی قسط ملنا مشکل 07/اکتوبر: پاکستان: صنعتوں کے لئے ہفتے میں 3 دن گیس کی لوڈ شیڈنگ کا اعلان 08/اکتوبر: افغانستان: افغان جنگ کے 10 سال، کرزئی کا اپنی اور نیٹو کی ناکامی کا اعتراف، ہم برطانیہ میں افغان مہم جوئی کے جواز کی جنگ ہار چکے ہیں، فوجی سربراہ 09/اکتوبر: یمن: صدر صالح نے اقتدار چھوڑنے کا اعلان کر دیا 10/اکتوبر: پاکستان: حکومتی پیکج نہ ملنے پر ریلوے نے مال بردار

ٹرینیں بند کردیں ☜ 11 /اکتوبر: پاکستان: کراچی متحدہ کے دفتر پر چھاپے، 3 درجن عہدیدار کارکن زیرِ حراست، 3 ٹاگٹ کلر گرفتار ☜ 12 /اکتوبر: پاکستان: گیس چوری پر چودہ سال قید، ایک کروڑ تک جرمانہ ہوگا، قائمہ کمیٹی نے منظوری دے دی ☜ ریلوے کے تمام چیک باؤنس، ایک دن کا ڈیزل باقی رہ گیا، مزید 54 ٹرینیں بند ☜ 13 /اکتوبر: پاکستان: وفاقی کابینہ، سرکاری و صنعتی اداروں میں 2 چھٹیوں کی منظوری، نفاذ صوبوں کی مشاورت سے ہوگا ☜ فلسطین: حماس نے بالآخر اسرائیل کو جھکالیا، صیہونی فوجی کے بدلے ہزار فلسطینی رہا کرنے کا مطالبہ ☜ 14 /اکتوبر: اقوامِ متحدہ: افغانستان میں نیٹو فورسز کے قیام میں مزید ایک سال کی توسیع ☜ 15 /اکتوبر: پاکستان: بجلی 3.4 روپے فی یونٹ مہنگی، سردیوں میں سخت لوڈشیڈنگ کی نوید، صوبے میں 2 چھٹیوں کا فیصلہ نہ کر سکے، وفاقی اداروں میں آج سے اطلاق ☜ 16 /اکتوبر: پاکستان: پنجاب حکومت، ڈینگی سے جاں بحق افراد کے ورثاء کے لیے 5 لاکھ فی کس کا اعلان، اپوزیشن کی احتجاجی ریلی صرف 10 ارکان کی شرکت ☜ 17 /اکتوبر: پاکستان: نیٹو کو سپلائی میں ٹیکس چھوٹ دینے پر پاکستان کو 338 ارب کا نقصان، دستاویز ☜ سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف دنیا بھر میں دوسرے روز بھی تشدد واحتجاج ☜ 18 /اکتوبر: پاکستان: تنخواہوں کی عدم ادائیگی، ریلوے ملازمین کا ملک گیر احتجاج، پٹریوں پر دھرنے جلاؤ گھیراؤ، صدر نے فوری 6 ارب جاری کرنے کا حکم دیدیا ☜ 19 /اکتوبر: پاکستان: ریلوے کو ایک ارب جاری، تنخواہیں دینے کی پیشکش پر ملازمین کا احتجاج مؤخر ☜ 20 /اکتوبر: پاکستان: افغانستان: افغانستان سے فرانسیسی فوج کا انخلاء شروع، بم دھماکے میں 5 افغان فوجی ہلاک

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۸۱ ''اخبارِ ادارہ''﴾

□......۲۰ ذیقعدہ بدھ مفتی محمد یونس صاحب کے دو بیٹوں (محمد شعیب، محمد خبیب، طلبہ ادارہ غفران) کو موٹر سائیکل کے غیر معمولی حادثے میں بفضلِ رب معمولی چوٹیں آئیں۔

□......۲۵/ ذیقعدہ بروز جمعہ، مولانا طارق محمود صاحب، جناب شوکت محمود صاحب (پنڈی ٹینٹ سروس، راولپنڈی) اجتماعی قربانی کے جانوروں کے خریداری کے سلسلہ میں فتح جنگ اور اس کے مضافات میں تشریف لے گئے، عشاء کے لگ بھگ واپسی ہوئی۔

□......۲۱/ ذیقعدہ بروز جمعرات، بعد مغرب، شبِ جمعہ کو مولوی نورنواز صاحب (طالب علم شعبہ تخصص فی الفقہ سالِ دوم) کے والد صاحب کی وفات ہوئی، جمعہ کے دن گیارہ بجے جنازہ وتدفین ہوئی، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں۔

□......ماہ ذیقعدہ کے شروع سے حضرت مدیر صاحب تعمیراتی کام کے سلسلے میں مصروفیت رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے آپ کے علمی مشاغل اس دوران محدود رہے، ماہ ذیقعدہ کے دوران آپ کی والدہ اور ہمشیرہ شدید بیمار اور ہسپتال میں زیرِ علاج رہیں، اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائیں۔

ترتیب وپیشکش ابوبریرہ

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر ۸ (۱۴۳۲ھ) کی اجمالی فہرست

﴿اداریہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
زائرینِ بیت اللہ کے بارے میں چند گزارشات	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۳
بجلی وگیس کی کمی کیسے دور ہوگی؟	// //	شمارہ۲ص۳
قتل وغارت گری اور اغوا کاری میں اضافہ	// //	شمارہ۳ص۳
ایک اور سونامی	// //	شمارہ۴ص۳
میچ اور اس کی خرافات ومنکرات	// //	شمارہ۵ص۳
میڈیا کا جھوٹ عام کرنے میں کردار	// //	شمارہ۶ص۳
وطنِ عزیز کی قدر کیجئے	// //	شمارہ۷ص۳
رمضان کا احترام یہ بھی ہے!!!	// //	شمارہ۸ص۳
ماہِ شعبان میں رمضان کا آغاز	// //	شمارہ۹ص۳
اپنے ووٹوں کا اندراج ضرور کرائیں	// //	شمارہ۱۰ص۳
قربانی کے عمل میں ایذا رسانی	// //	شمارہ۱۱ص۳

﴿درسِ قرآن﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
کتابُ اللہ کا حق (سورہ بقرہ قسط۷۵)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۵
بنی اسرائیل کو نعمت کی یاد دِہانی اور حضرت ابراہیم کا امتحان (سورہ بقرہ قسط۷۶)	// //	شمارہ۲ص۷
بیتُ اللہ کا شرف اور حضرت ابراہیم کے ساتھ نسبت (سورہ بقرہ قسط۷۷)	// //	شمارہ۳ص۵
ملّتِ ابراہیمی کی حقیقت اور اُس کی اتباع کا حکم (سورہ بقرہ قسط۷۸)	// //	شمارہ۴ص۶

تحویلِ قبلہ اور اس کی حکمت (سورہ بقرہ قسط۷۹)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۵ص ۷
تحویلِ قبلہ کے ذریعہ سے متبعین و منقلبین کا امتیاز وامتحان (سورہ بقرہ قسط۸۰)	// //	شمارہ۶ص ۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کی صفات (سورہ بقرہ قسط۸۱)	// //	شمارہ۷ص ۵
اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش اور اس پر صبر کا حکم (سورہ بقرہ قسط۸۲)	// //	شمارہ۸ص ۵
حج وعمرہ کے درمیان صفا اور مروہ کی سعی (سورہ بقرہ قسط۸۳)	// //	شمارہ۹ص ۷
حق بات چھپانے کا وبال وعذاب (سورہ بقرہ قسط۸۴)	// //	شمارہ۱۰ص ۸
کفر کی حالت میں مرنے والے لعنت کے مستحق ہیں (سورہ بقرہ قسط۸۵)	// //	شمارہ۱۱ص ۵

﴿ درسِ حدیث ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
عشاء کے بعد جلد سونا اور دنیاوی کاموں سے پرہیز کرنا	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص ۹
قیامُ اللیل اور تہجُّد کی فضیلت واہمیت	// //	شمارہ۲ص ۱۲
قیامُ اللیل اور تہجُّد کا افضل وقت	// //	شمارہ۳ص ۹
نمازِ تہجد کی کتنی رکعات ہیں؟	// //	شمارہ۴ص ۱۲
قیامُ اللیل اور تہجد پر پابندی کی فضیلت	// //	شمارہ۵ص ۱۶
تہجد اور نوافل کا بلا جماعت گھر میں پڑھنا افضل ہے	// //	شمارہ۶ص ۱۶
فجر کی نماز کی فضیلت واہمیت	// //	شمارہ۷ص ۱۶
نمازِ فجر کے بعد ذکر اور طلوع کے بعد نفل نماز کی فضیلت	// //	شمارہ۸ص ۱۱
چاشت کی نماز کے فضائل واحکام	// //	شمارہ۹ص ۱۱
نماز کے لئے مسجد جانے اور نماز کے انتظار کے فضائل	// //	شمارہ۱۰ص ۱۴
نو ذُوالحجہ اور اِس دن کے روزہ کے فضائل واحکام	// //	شمارہ۱۱ص ۱۰

﴿ مقالات ومضامین ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
گھٹن والی زندگی (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط۱۳)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱ص ۱۵

Idara Ghufran

فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (تیرہویں و آخری قسط)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۱۷
سہارنپور کا سفر (تیسری و آخری قسط) // //	// //	شمارہ ۱ ص ۲۱
سودی لین دین سے پرہیز کیجئے (قسط ۳)	مفتی منظور احمد	شمارہ ۱ ص ۲۳
تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (چند شبہات کا ازالہ) (قسط ۱)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۲۶
صحراؤں سے تم پھول نہیں چن سکتے (اس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط ۱۴)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۲ ص ۲۴
حضرت مولانا محمد خلیل صاحب (تبلیغی مرکز، راولپنڈی)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۲ ص ۳۰
سود کے معاشی نقصانات (قسط ۱)	مفتی منظور احمد	شمارہ ۲ ص ۳۴
تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (چند شبہات کا ازالہ) (قسط ۲)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۲ ص ۳۶
اے آگ کو پھونکوں سے بجھانے والو! (اس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط ۱۵)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۳ ص ۱۶
سود کے معاشی نقصانات اور تمام آسمانی مذاہب میں اس کی حرمت	مفتی منظور احمد	شمارہ ۳ ص ۲۵
تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (چند شبہات کا ازالہ) (قسط ۳)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۳ ص ۲۷
مرضی تری ہر وقت جسے پیشِ نظر رہے (اس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط ۱۶)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۴ ص ۱۷
ایک مہاجر فی سبیل اللہ کا سفرِ آخرت (قسط ۱)	مولوی محمد ابراہیم خلیل	شمارہ ۴ ص ۲۲
قلعہ روہتاس اور کھیوڑہ (کوہستانِ نمک) کا ایک سفر (قسط ۱)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۴ ص ۲۵
ناجائز اشیاء کی تجارت سے بچنا (قسط ۱)	مفتی منظور احمد	شمارہ ۴ ص ۳۰
کھیل کود میں غلو	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۴ ص ۳۲
تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (چند شبہات کا ازالہ) (قسط ۴)	// //	شمارہ ۴ ص ۳۳
کیا یہی تہذیب کی معراج ہے؟ (اس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط ۱۷)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۵ ص ۲۳
ایک مہاجر فی سبیل اللہ کا سفرِ آخرت (قسط ۲)	مولوی محمد ابراہیم خلیل	شمارہ ۵ ص ۲۷
قلعہ روہتاس اور کھیوڑہ (کوہستانِ نمک) کا ایک سفر (قسط ۲)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۵ ص ۳۰
ناجائز اشیاء کی تجارت سے بچئے (قسط ۲)	مفتی منظور احمد	شمارہ ۵ ص ۳۵
تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (چند شبہات کا ازالہ) (قسط ۵)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۵ ص ۳۸
دیباوحریر میں شرارے نہ لپیٹ (اس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط ۱۸)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۶ ص ۱۹
ایک مہاجر فی سبیل اللہ کا سفرِ آخرت (تیسری و آخری قسط)	مولوی محمد ابراہیم خلیل	شمارہ ۶ ص ۲۵

Idara Ghufran

قلعہ روہتاس اور کھیوڑہ (کوہستانِ نمک) کا ایک سفر (تیسری وآخری قسط)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۶ص۲۸
ناجائز اشیاء کی تجارت سے بچیے (قسط۳)	مفتی منظور احمد	شمارہ۶ص۳۳
تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (چند شبہات کا ازالہ) (قسط۶)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۶ص۳۶
ایک بیماری کا عبرت آمیز واقعہ	// //	شمارہ۷ص۲۷
شعبان کا چانداور شعبان میں رمضان کی تیاری	// //	شمارہ۷ص۳۰
گرتے پڑتے عوام کی چیخیں (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط۱۹)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۷ص۳۱
ناجائز اشیاء کی تجارت سے بچیے (قسط۴)	مفتی منظور احمد	شمارہ۷ص۴۲
تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (چند شبہات کا ازالہ) (قسط۷)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۷ص۴۵
روزہ کے مباحات، مکروہات ومفسدات	// //	شمارہ۸ص۲۰
رمضان اور زکاۃ	// //	شمارہ۸ص۲۷
فرعونِ مصر سے فراعنۂ عصر تک (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط۲۰)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۸ص۲۹
قمار اور جوئے پر مشتمل کاروبار (قسط۱)	مفتی منظور احمد	شمارہ۸ص۳۶
تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (چند شبہات کا ازالہ) (قسط۸)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۸ص۳۹
صدقۂ فطر سے متعلق چند مختصر مسائل	// //	شمارہ۹ص۲۱
عید کے دن کے مختصر مسنون ومستحب اعمال	// //	شمارہ۹ص۲۵
شوّال کے چھ روزوں کے مختصر فضائل واحکام	// //	شمارہ۹ص۲۶
ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط۲۱)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۹ص۲۹
قمار اور جوئے پر مشتمل کاروبار (قسط۲)	مفتی منظور احمد	شمارہ۹ص۳۳
تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (چند شبہات کا ازالہ) (قسط۹)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۹ص۳۶
ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی	ادارہ	شمارہ۱۰ص۳۰
ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط۲۲)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۰ص۳۲
قمار اور جوئے پر مشتمل کاروبار (قسط۳)	مفتی منظور احمد	شمارہ۱۰ص۳۶
تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (چند شبہات کا ازالہ) (قسط۱۰)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۰ص۳۹
اس حال پہ ماضی کے سب آثار نثار (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط۲۳)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۱ص۲۱

Idara Ghufran

سفر کندیاں وکالا باغ (قسط۱)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۱ص۲۷
تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط۱)	مفتی منظور احمد	شمارہ۱۱ص۳۰
تداعی کے ساتھ جماعتی ذکر (قسط۱۱)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۱ص۳۵

تاریخی معلومات

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ماہِ ذی الحجہ: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	مولانا طارق محمود	شمارہ۱ص۳۲
ماہِ محرم: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۲ص۴۲
ماہِ صفر: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۳ص۳۳
ماہِ ربیع الاول: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۴ص۳۸
ماہِ جمادی الاولیٰ: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۵ص۴۵
ماہِ ربیع الآخر: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۶ص۳۹
ماہِ جمادی الاخریٰ: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۷ص۵۵
ماہِ رجب: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۸ص۴۷
ماہِ شعبان: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۹ص۴۳
ماہِ رمضان: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۱۰ص۴۱
ماہِ شوال: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۱۱ص۴۱

آداب المعاشرت

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کی وعید	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۳۵
صلہ رحمی کے فضائل وفوائد	// //	شمارہ۲ص۴۵
قطع رحمی کرنے والوں سے صلہ رحمی کی فضیلت واہمیت	// //	شمارہ۳ص۳۶
صلہ رحمی کے لئے رشتہ داروں کی معرفت حاصل کرنے کا حکم	// //	شمارہ۴ص۴۱
رشتہ داروں کے ساتھ مال کے ذریعہ سے صلہ رحمی	// //	شمارہ۵ص۵۲

رشتہ داروں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا	مفتی محمد رضوان	شمارہ۶ص۴۲
سلام وکلام کے ذریعہ سے صلہ رحمی	// //	شمارہ۷ص۵۸
رشتہ داروں کی زیارت وملاقات کے ذریعہ سے صلہ رحمی	// //	شمارہ۸ص۴۹
صلہ رحمی میں رشتہ داروں کے درجات کا فرق	// //	شمارہ۹ص۴۶
والدین کے ساتھ صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کا وبال (قسط۱)	// //	شمارہ۱۰ص۴۲
والدین کے ساتھ صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کا وبال (قسط۲)	// //	شمارہ۱۱ص۴۴

﴿علم کے مینار﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۳۹)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱ص۴۲
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۴۰)	// //	شمارہ۲ص۵۶
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۴۱)	// //	شمارہ۳ص۴۱
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۴۲)	// //	شمارہ۴ص۴۴
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۴۳)	// //	شمارہ۵ص۵۹
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۴۴)	// //	شمارہ۶ص۴۷
سرگذشت عہدِ گُل (قسط۴۵)	// //	شمارہ۷ص۶۲
سرگذشت عہدِ گُل (چھیالیسویں وآخری قسط)	// //	شمارہ۸ص۵۶
اسلام سے پہلے دنیا کی علمی حالت	// //	شمارہ۹ص۵۰
امام شافعی رحمہ اللہ کا سفرنامہ (قسط۱)	// //	شمارہ۱۰ص۴۸
امام شافعی رحمہ اللہ کا سفرنامہ (قسط۲)	// //	شمارہ۱۱ص۴۷

﴿تذکرۂ اولیاء﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
تذکرہ مولانا رومی کا (قسط۵)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱ص۴۷
تذکرہ مولانا رومی کا (قسط۶)	// //	شمارہ۲ص۶۳

Idara Ghufran

تذکرہ مولانا رومی کا(قسط۷)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۳ص۴۸
تذکرہ مولانا رومی کا(قسط۸)	// //	شمارہ۴ص۴۷
مثنوی کے مباحث واسالیب کا عمومی جائزہ(تذکرہ مولانا رومی کا: قسط۹)	// //	شمارہ۵ص۶۴
مثنوی کے منتخب اشعار مع تشریح(تذکرہ مولانا رومی کا: قسط۱۰)	// //	شمارہ۶ص۵۴
مثنوی کے منتخب اشعار مع تشریح(تذکرہ مولانا رومی کا: قسط۱۱)	// //	شمارہ۷ص۶۸
عقلِ حیوانی اور عقلِ ایمانی(تذکرہ مولانا رومی کا: قسط۱۲)	// //	شمارہ۸ص۶۱
عقلِ خداداد سے روشن ہے زمانہ(تذکرہ مولانا رومی کا: قسط۱۳)	// //	شمارہ۹ص۵۴
عقلِ خداداد سے روشن ہے زمانہ(تذکرہ مولانا رومی کا: قسط۱۴)	// //	شمارہ۱۰ص۵۱
طبعِ عقل اور شرع(تذکرہ مولانا رومی کا: قسط۱۵)	// //	شمارہ۱۱ص۴۹

پیارے بچو!

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ایک شاعر اور مالدار	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۵۲
چوہے اور مینڈک کی دوستی	مولانا محمد ناصر	شمارہ۲ص۶۸
''آبِ حیات''	// //	شمارہ۳ص۵۶
طوطا چشم	// //	شمارہ۴ص۵۶
حکیم لقمان اور اُن کا ایک واقعہ	// //	شمارہ۵ص۷۰
پہاڑ پر رہنے والے بڑے میاں	// //	شمارہ۶ص۵۹
مظلوم اونٹ	// //	شمارہ۷ص۷۱
بہادر نوجوان	// //	شمارہ۸ص۶۸
شہد اور شہد کی مکھیاں	// //	شمارہ۹ص۶۱
ہاتھیوں والی فوج	// //	شمارہ۱۰ص۶۰
پھٹا ہوا کمبل	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۱ص۵۵

Iqra Ghufran

﴿بزمِ خواتین﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
شوہر کی قدر کرنے کی فضیلت اور ناقدری کا وبال	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۵۴
شوہر کا مقام ومرتبہ (قسط۱)	مفتی ابوشعیب	شمارہ۲ص۷۰
شوہر کا مقام ومرتبہ (قسط۲)	〃 〃	شمارہ۳ص۵۸
شوہر کا مقام ومرتبہ (تیسری وآخری قسط)	〃 〃	شمارہ۴ص۵۹
گھر	〃 〃	شمارہ۵ص۷۲
ایک آسان اور مفید وظیفہ	〃 〃	شمارہ۶ص۶۲
معاف کرتے رہنا (قسط۱)	〃 〃	شمارہ۷ص۷۴
معاف کرتے رہنا (قسط۲)	〃 〃	شمارہ۸ص۷۱
معاف کرتے رہنا (تیسری وآخری قسط)	〃 〃	شمارہ۹ص۶۴
قربانی کی فضیلت واہمیت	〃 〃	شمارہ۱۰ص۶۳
ماہواری کے بعض احکام (قسط۱)	〃 〃	شمارہ۱۱ص۵۷

﴿آپ کے دینی مسائل کا حل﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
رکوع وسجدہ میں اطمینان اور قومہ وجلسہ کا حکم	ادارہ	شمارہ۱ص۵۹
تکبیرِ تحریمہ کی فرضیت اور اس کا سنت طریقہ	〃 〃	شمارہ۲ص۷۴
نماز میں تشہّد اور درود شریف کا شرعی حکم	〃 〃	شمارہ۳ص۶۵
وتر کی نماز کا وقت اور وتر کے بعد نوافل کی تحقیق	〃 〃	شمارہ۴ص۶۵
دعائے قنوت کے الفاظ کی تحقیق	〃 〃	شمارہ۵ص۷۷
بیکٹیریا اور مائیکروبس کے استعمال اور خرید وفروخت کا حکم	〃 〃	شمارہ۶ص۶۶
قبلہ کا رُخ معلوم نہ ہونے کی صورت میں نماز کا حکم	〃 〃	شمارہ۷ص۸۱
روزہ داروں کی خطرناک غلطی	〃 〃	شمارہ۸ص۷۵

عید کی نماز میں چھ زائد تکبیرات اور اُن کا ثبوت	ادارہ	شمارہ۹ص۶۸
مغرب کے بعد نوافل کا ثبوت اور ان کی فضیلت	// //	شمارہ۱۰ص۶۶
قربانی کے جانور کی عمر اور دو دانتوں کی شرعی حیثیت	// //	شمارہ۱۱ص۶۲

﴿کیا آپ جانتے ہیں؟﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
غیر معتدل اور مفقودُ الاوقات علاقوں میں نماز کا حکم	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۷۵
کیپ ایبل کمپنی کے کاروبار میں شرکت کا شرعی	// //	شمارہ۲ص۸۴
نماز کے لئے نیت کی شرعی حیثیت	// //	شمارہ۳ص۸۰
وتر کی نماز میں دعائے قنوت کا ثبوت اور اس کا طریقہ	// //	شمارہ۴ص۷۷
فرض نمازوں کے ساتھ سنتِ مؤکدہ کی رکعات	// //	شمارہ۵ص۸۵
نماز میں قبلہ کی طرف رخ کرنے کا حکم	// //	شمارہ۶ص۷۴
سواری پر نماز پڑھنے کی صورت میں استقبالِ قبلہ کا حکم	// //	شمارہ۷ص۸۴
اچھے اور بُرے خواب (قسط۱)	// //	شمارہ۸ص۷۹
اچھے اور بُرے خواب (قسط۲)	// //	شمارہ۹ص۸۲
اچھے اور بُرے خواب (قسط۳)	// //	شمارہ۱۰ص۸۰
اچھے اور بُرے خواب (قسط۴)	// //	شمارہ۱۱ص۷۰

﴿عبرت کدہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۶)	ابوجویریہ	شمارہ۱ص۸۰
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۷)	// //	شمارہ۲ص۸۷
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۸)	// //	شمارہ۳ص۸۷
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۹)	// //	شمارہ۴ص۸۸
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۱۰)	// //	شمارہ۵ص۸۹

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۱۱)	ابوجویریہ	شمارہ۶ص۸۶
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۱۲)	// //	شمارہ۷ص۸۶
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۱۳)	// //	شمارہ۸ص۸۶
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۱۴)	// //	شمارہ۹ص۸۵
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۱۵)	// //	شمارہ۱۰ص۸۵
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۱۶)	// //	شمارہ۱۱ص۷۴

﴿طب وصحت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
خوف،غم،غصہ	جناب مسعود احمد برکاتی صاحب	شمارہ۱ص۸۳
دانتوں کی افادیت وحفاظت	مفتی محمد رضوان	شمارہ۲ص۹۱
ورزش اوراس کے فوائد	// //	شمارہ۳ص۹۱
کھجور کے فوائد وخواص (قسط۱)	// //	شمارہ۴ص۹۱
کھجور کے فوائد وخواص (قسط۲)	// //	شمارہ۵ص۹۱
کھجور کے فوائد وخواص (قسط۳)	// //	شمارہ۶ص۸۹
کھجور کے فوائد وخواص (قسط۴)	// //	شمارہ۷ص۹۱
کھجور کے فوائد وخواص (پانچویں وآخری قسط)	// //	شمارہ۸ص۸۹
پپیتا	حکیم محمد ابراہیم شیخ	شمارہ۹ص۸۸
سونف (FENEL SEED)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۰ص۸۸
گھروں کی نظافت وصفائی	// //	شمارہ۱۱ص۷۷

﴿اخبارِ ادارہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ادارہ کے شب وروز	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۱ص۸۸

ادارہ کے شب وروز	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۲ص۹۴
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۳ص۹۴
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۴ص۹۴
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۵ص۹۴
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۶ص۹۳
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۷ص۹۳
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۸ص۹۱
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۹ص۹۰
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۰ص۹۰
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۱۱ص۸۱

﴿اخبارِ عالم﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	حافظ غلام بلال	شمارہ۱ص۹۰
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۲ص۹۵
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۳ص۹۵
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۴ص۹۵
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۵ص۹۵
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	ابو رملہ	شمارہ۶ص۹۴
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	حافظ غلام بلال	شمارہ۷ص۹۴
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۸ص۹۲
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	ابو رملہ	شمارہ۹ص۹۱
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ۱۰ص۹۲
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	حافظ غلام بلال	شمارہ۱۱ص۸۲

Iqra Ghufran

TAMEER-E-PAKISTAN SCHOOL

تعمیرِ پاکستان سکول

(نیشنل میڈیم)

عصری اور دینی ماہرین اور اہلِ علم کی زیرِ نگرانی

اپنی نوع کا منفرد نظام، ان شاءاللہ تعالیٰ جلد آغاز ہو رہا ہے

سکول کی چند اہم خصوصیات وسہولیات

معیاری تعلیم وتربیت	مونٹیسوری جدید ترین طریقۂ تعلیم
اعلیٰ تعلیمی اقدار کا بہترین انتخاب	محبِ وطن دینی سوچ پیدا کرنے کا اہتمام
حفظ وناظرہ قرآن کی سہولت (اختیاری)	خوشخطی کا خصوصی انتظام
تفریحی پروگرام	ہفتہ وار ٹیسٹ سسٹم
طلبہ کے مفت طبی معائنہ کی سہولت	پرکشش ماحول
کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ سسٹم	کوالٹی کنٹرول سسٹم
کمپیوٹر کی تعلیم (مطلوبہ کلاسز میں لازمی)	دینی ودنیاوی مہارت یافتہ گورننگ باڈی
بورڈ کے تحت اساتذہ کی باقاعدہ نگرانی وتربیتی نظام	اساتذہ اور طلبہ کے والدین کا اشتراکی تربیتی نظام
سکول کی اپنی پک اینڈ ڈراپ کی سہولت	معاشرے میں عملی غیر نصابی سرگرمیاں
تعلیمی اخراجات کم سے کم	تعلیمی وتفریحی دورے

داخلے کا شیڈول اور شرائط کا جلد ہی اعلان متوقع ہے

Idara Ghufran